عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۲۱ تا ۲۷/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۵ تا ۱۱/ نومبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۲۴

فضائلِ اعتکاف

اُمّتِ مسلمہ کی امتیازی خصوصیت

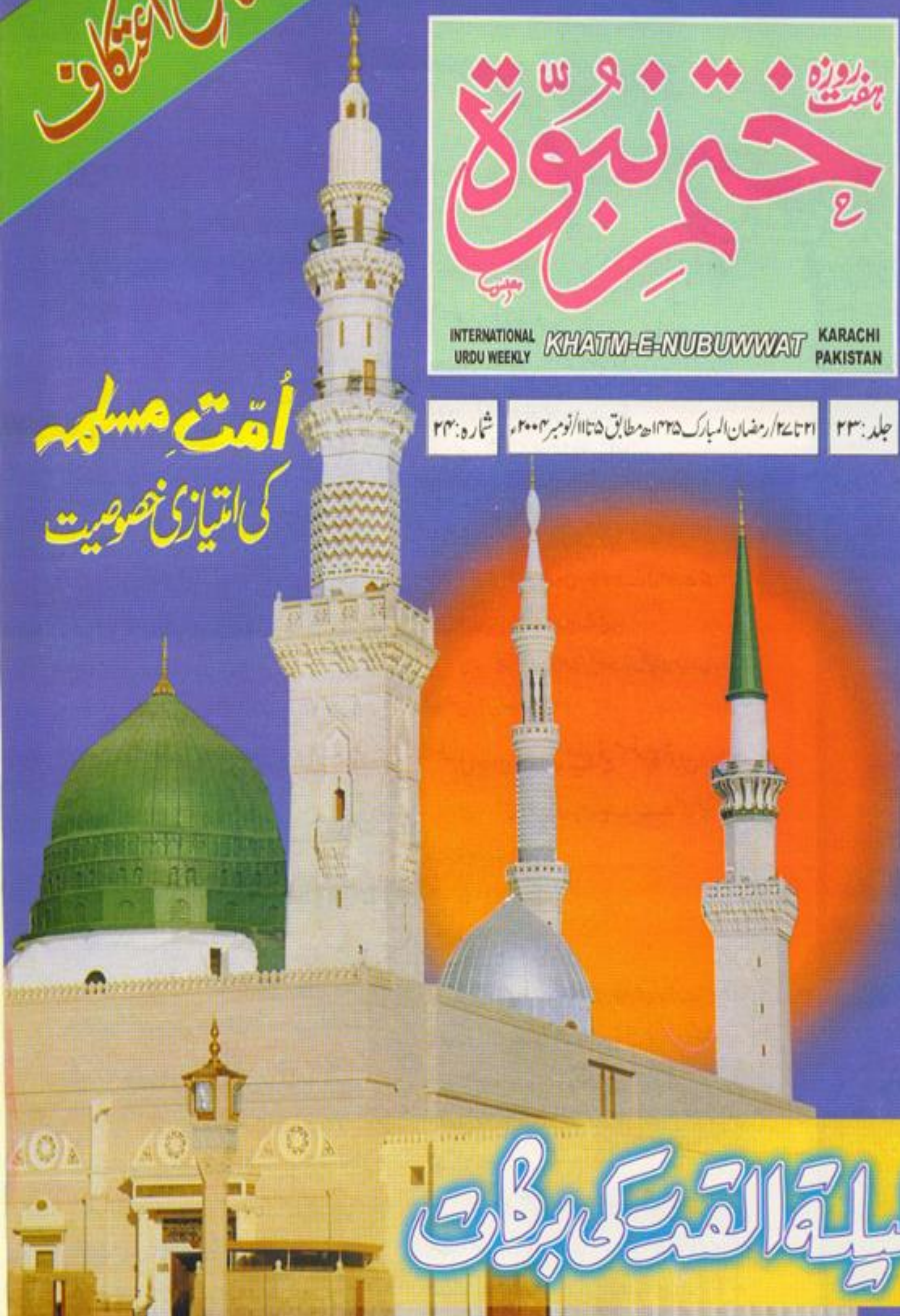

لیلۃ القدر کی برکات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

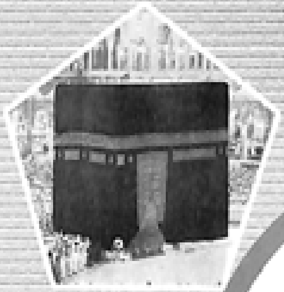

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

غیر مسلم کو قرآن دینا:

س:...... قرآن پاک انگریزی ترجمے کے ساتھ اگر کوئی غیر مسلم پڑھنے کے لئے مانگے تو کیا اس کو ایسا قرآن پاک دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر اطمینان ہو کہ وہ قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کرے گا تو دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے کہا جائے کہ وہ غسل کرکے اس کی تلاوت کیا کرے۔

غیر مسلم رشتہ دار سے تعلقات:

س:...... میرے ایک عزیز کی شادی ہندو گھرانے میں ہوئی۔ لڑکی مسلمان ہوگئی۔ اب ان ہندو لوگوں کے گھر میں آمد و رفت ہوتی ہے۔ ان کے گھر میں کھانے پینے کی کیا صورت ہوگی؟ کیا ان کے گھروں میں ہر قسم کا کھانا کھا سکتے ہیں؟

ج:...... غیر مسلم کے گھر کھانا کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ یہ اطمینان ہو کہ وہ کھانا حلال اور پاک ہے، البتہ کسی غیر مسلم سے محبت اور دوستی کا تعلق جائز نہیں۔

غیر مسلم کے ساتھ دوستی:

س:...... کسی غیر مسلم کو اپنے برتن میں کھانا پلانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... غیر مسلم کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے مگر ان سے دوستی اور محبت جائز نہیں۔ ہم میں اور ان میں عقائد و اعمال کا فرق ہے۔

غیر مسلم کا کھانا جائز ہے لیکن دوستی جائز نہیں:

س:...... میرا ایک دوست عیسائی ہے۔ میرا اس کے گھر روزانہ کا آنا جانا ہے، اکثر وہ مجھے کھانا بھی کھلا دیتا ہے، کیا کسی غیر مسلم کے گھر کھانا کھالینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ جس پلیٹ میں ہم کھانا کھاتے ہیں ان میں تو اکثر وہ لوگ خنزیر وغیرہ بھی کھاتے ہیں؟

ج:...... برتن اگر پاک ہوں اور کھانا بھی حلال ہو تو غیر مسلم کا کھانا جائز ہے مگر غیر مسلم سے دوستی جائز نہیں۔

غیر مسلم اور کلیدی عہدے:

س:...... آج کل کے بعض نو تعلیم یافتہ حضرات کا کہنا ہے کہ "کافر کو کافر نہ کہو" کیا ان کا یہ قول درست ہے؟

ج:...... قرآن کریم نے تو کافروں کو کافر کہا ہے۔

س:...... کیا اسلامی مملکت میں کفار و مرتدین کو کلیدی عہدے دیئے جاسکتے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہو تو یہ بتایئے کہ ان لوگوں کے اسلامی مملکت میں کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کی صورت میں اس اسلامی مملکت پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔

ج:...... غیر مسلموں کو اسلامی مملکت میں کلیدی عہدوں پر فائز کرنا بنص قرآن ممنوع ہے۔

مسلم کی جان بچانے کیلئے غیر مسلم کا خون دینا:

س:...... کسی مسلمان کی جان بچانے کے لئے کسی غیر مسلم کا خون دینا جائز ہے یا ناجائز؟

ج:...... جائز ہے۔

غیر مسلم کی امداد:

س:...... کیا غیر مسلم کی مدد کرنا اسلام میں جائز ہے؟ میرے ساتھ کچھ عیسائی مذہب کے لوگ کام کرتے ہیں جو اکثر و بیشتر مجھ سے مالی امداد کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ امداد کبھی بطور قرض ہوتی ہے اور کبھی وہ روپیہ لے کر واپس نہیں کرتے۔ ایسی صورت میں کیا واقعی مجھے ان کی مدد کرنا چاہئے؟

ج:...... غیر مسلم اگر مدد کا محتاج ہو اور اپنے اندر مدد کرنے کی سکت ہو تو ضرور کرنی چاہئے۔ حسن سلوک تو خواہ کسی کے ساتھ ہو اچھی بات ہے، البتہ جو کافر مسلمانوں کے درپے آزار ہوں ان کی اعانت کی اجازت نہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

جلد:۲۳ شمارہ:۲۴ ۲۱ تا ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۵ تا ۱۱ نومبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اِس شمارے میں

اداریہ		4
فضائل اعتکاف	(سعید الرحمٰن)	6
امت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات	(مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)	10
لیلۃ القدر کی برکات	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	16
تعزیتی خبریں		25

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے کرام کے قاتلوں کی گرفتاری میں تساہل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کے واقعہ شہادت کو ان سطور کے لکھے جانے تک چودہ روز گزر چکے ہیں لیکن تاحال قاتلوں کی گرفتاری کے لئے حکومت نے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے۔ حکومت کی روایتی سردمہری سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ معاملہ سرد پڑ جانے کے لئے وقت گزرنے کا انتظار کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مفتی نظام الدین شامزی رحمہم اللہ تعالیٰ کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں بھی حکومت نے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے تھے بلکہ کیس کو خراب کرنے کے لئے حکام نے مختلف طور طریقے اپنائے تھے جس کی وجہ سے آج تک حقیقی قاتلوں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ دہشت گردی کے واقعات اس تواتر کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں کہ عقل حیران ہے۔ محض چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں جید علمائے کرام سمیت سینکڑوں افراد دہشت گردوں کا نشانہ بن چکے ہیں لیکن ارباب اقتدار ان کے قاتلوں کا سراغ لگانے کے لئے عملی طور پر تیار نہیں۔ عوام الناس اب اس سوچ کا اظہار کر رہے ہیں کہیں ان واقعات کا سراغ نہ لگانے کے پیچھے کوئی منصوبہ تو کام نہیں کر رہا؟ کہیں کچھ لوگ ایسا تو نہیں چاہتے کہ ان واقعات کی تحقیقات نہ ہوں؟ ورنہ ان کے چہروں سے نقاب نوچ لئے جائیں گے۔ اصل صورتحال خواہ کچھ بھی ہو' ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ علمائے کرام بھی اس معاشرے کا ایک لازمی جزو اور پاکستان کے امن پسند اور معزز شہری ہیں' اس لئے حکومت اب تک شہید کئے جانے والے علمائے کرام کے قاتلوں اور قتل کے منصوبہ سازوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دہشت گردی کے خاتمے کے دعوؤں کو سچ ثابت کرے اور موجودہ علمائے کرام کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

توہین رسالت کے مقدمات کی تفتیش

حکومت پاکستان نے یہ طے کیا ہے کہ توہین رسالت کے مقدمات کی تفتیش آئندہ ایس پی کے درجے کا پولیس افسر کیا کرے گا۔ اس نئے قانون کے بارے میں کچھ عرض کرنے سے قبل ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس سے قبل ۲۰۰۰ء میں جنرل مشرف کی حکومت کی جانب سے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کا عندیہ دیا گیا تھا۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے اس کے خلاف شدید ردعمل ظاہر کیا تھا اور اس حوالے سے حکومت کے خلاف زبردست ہڑتال ہوئی تھی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد جنرل مشرف نے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کا اعلان واپس لے لیا تھا۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے وقت بھی حکومت نے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کا عندیہ دیا تھا۔ مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کے فوری بعد حکومت نے توہین رسالت کی تفتیش کے طریقہ کار میں تبدیلی کر دی۔ یہ تبدیلی اس قانون کو مکمل طور پر غیر موثر بنانے اور اس قانون کو مکمل طور پر ختم کر دینے کی کوششوں کا حصہ بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ قانون اپنے نفاذ کے وقت ہی سے غیر مسلموں کی نظروں میں کھٹک رہا تھا۔ مغربی ممالک اس کے خلاف بیان بازی اور اس کے خاتمے کے مطالبات کرتے رہے ہیں۔ اس قانون کو ختم کرنے کے عوض سوئٹزرلینڈ نے پاکستان کو قرضوں کو ری شیڈول کرنے کی پیشکش کی تھی۔

سوال یہ ہے کہ تفتیش کے طریقہ کار میں تبدیلی کا اس قانون کے نفاذ پر کیا اثر پڑے گا؟ کیا ایس پی کے درجے کے افسر کی تفتیش سے حقائق بدل جائیں گے اور جرم کی نوعیت تبدیل ہو جائے گی۔ ہاں یہ مشکل ضرور پیدا ہو جائے گی کہ اس درجے کے پولیس افسر سے اس سلسلے میں ملنا ایک بہت بڑا مسئلہ ہو جائے گا۔ مزید برآں پولیس اسٹیشن میں ایسے مقدمات کا اندراج مشکل تر ہوتا چلا جائے گا۔

بہر حال حکومت کی سوچ خواہ کچھ بھی ہو' اگر توہین رسالت کے قانون کے طریقہ نفاذ میں تبدیلی کے ذریعہ اسے غیر موثر بنانے کی کوشش کی گئی تو اس کے بڑے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے کیونکہ عوام الناس کسی قیمت پر شاتم رسول کو کسی قسم کی رعایت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ عوام کا جینا مرنا اسلام کے لئے ہے اور ہر مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی گردن کٹانے کے لئے تیار ہے۔ ہم حکومت سے یہی کہیں گے کہ وہ توہین رسالت کے قانون میں نت نئی تبدیلیوں سے باز رہے ورنہ شاتم رسول کو مراعات کی فراہمی کہیں حکومت کے زوال کا باعث نہ بن جائے۔

تھائی لینڈ میں مسلمانوں کی شہادت

تھائی لینڈ کے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے گزشتہ دنوں ایک روز میں ۸۴ مسلمانوں کو شہید کر ڈالا' جن میں سے ۷۸ کی موت دم گھٹنے کے باعث ہوئی۔ یہ تمام مسلمان روزہ دار تھے۔ انہیں ایسی جگہ بند کیا گیا تھا جہاں ہوا کا گزر نہ ہونے کی وجہ سے ان کا دم گھٹ گیا اور وہ شہید ہو گئے۔ تھائی لینڈ کی حکومت کی مسلمانوں کے خلاف ان ظالمانہ کارروائیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کو قتل عام کا نشانہ بنانے' ان پر مظالم کے پہاڑ توڑنے' ان پر بمباری کرنے اور انہیں مختلف ہتھکنڈوں کے استعمال کے ذریعہ کرۂ ارض سے مٹانے کی کوششوں میں اب دنیا کے ہر مذہب کے پیروکار اور تمام اسلام دشمن قوتیں اور ممالک یکساں طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں کہ اس انداز سے اسلام کو مٹانے کا خواب ابوجہل اور ابولہب سے لے کر آج تک بہتیرے دیکھتے آئے ہیں لیکن تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی جبکہ اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ باقی ہے۔ روئے زمین سے مسلمانوں کو مٹانے کا خواب دیکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ اسلام غالب ہونے آیا ہے اور غالب ہو کر رہے گا۔ جو مسلمان اسلام کی راہ میں قربانیاں دے رہے ہیں وہ امر ہو رہے ہیں۔ اس راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہیں۔ قیامت کے دن ان مسلمانوں کو ان کے رب کی جانب سے بہترین بدلہ دیا جائے گا جبکہ اسلام دشمنوں کو ایسے شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے بارے میں انہوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عزم و حوصلہ سے حالات کا سامنا کریں اور اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ وہ ان صحابہ کرامؓ کے نام لیوا ہیں جنہوں نے شہادت تو قبول کی لیکن اسلام سے روگردانی نہیں کی اور اپنا تن من دھن اسلام پر قربان کر دیا جبکہ ان کے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ناراضگی کا اظہار کر دیا۔ آج بھی اسی صورتحال کا پرتو نظر آتا ہے۔ ابوجہل و ابولہب کے جانشین مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور انہیں شہید کر رہے ہیں جبکہ مسلمان اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختم نبوت کے اقرار کی صدائیں لگاتے ہوئے اپنی جانیں اسلام کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ یقین رکھئے! ان مسلمانوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ ان کے مقدس خون کے ایک ایک قطرے سے ہزاروں مجاہد پیدا ہوں گے جو اسلام کی سربلندی' ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ' دین کے فروغ اور اسلامی تعلیمات کی ترویج کا فریضہ انجام دیں گے اور اسلام تا قیامت ان قربانیوں کی بدولت زندہ و پائندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کی بدولت نہ جانے کتنوں کو ہدایت سے سرفراز فرمائیں گے اور اسلام دشمنوں کے اپنے ممالک میں بلکہ خود ان کی نسلوں میں اسلام کے سپاہی پیدا ہوں گے جو ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا علم اٹھا کر اسلام دشمن قوتوں کو نیست و نابود کر دیں گے اور اسلام کو سربلندی عطا کریں گے۔ اس لئے ہمت نہ ہاریئے بلکہ اسلام پر ثابت قدم رہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

فضائل اعتکاف

سعید الرحمٰن

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی کامل برکتوں اور بھرپور سعادتوں کے ساتھ دنیائے اسلام میں آیا اور گزر بھی گیا۔ بس اب چند ہی دن باقی ہیں یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام بن کر آیا۔ اس مہینہ میں ہزاروں' لاکھوں کیا کروڑوں' اربوں رحمتیں نازل ہوئیں' اس مہینہ میں بہت سے گناہگاروں کو بخش دیا گیا۔

رمضان المبارک کا مہینہ خاص کر عبادات کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ جس کا ایک نفل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرضوں کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے' خصوصاً عشرہ اخیر میں! حدیث شریف میں آتا ہے:

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مہینہ اول عشرہ اس کا رحمت ہے' درمیان اس کا مغفرت اور آخری عشرہ آگ سے آزادی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لنگی خوب مضبوطی سے باندھ لیتے اور اپنے گھر والوں کو عبادت کے لئے جگاتے۔"

یعنی ازدواج کے پاس جانے سے پرہیز فرماتے اور رات کو بھی متوجہ الی اللہ رہتے۔

نیز آخری عشرہ رمضان میں آپ اعتکاف فرماتے۔ اعتکاف کے معنی ہیں لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے بہ نیت اعتکاف مسجد کے کونہ میں بیٹھ جانا۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجب' (۲) سنت اور (۳) نفل۔

واجب اعتکاف یہ ہے کہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ اگر مولیٰ تعالیٰ میرا فلاں کام کردیں تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا' یہ اعتکاف واجب اور لازم ہوگیا' اب جتنے دنوں کی اس نے منت مانی تھی' اتنے دنوں کا اعتکاف اس کے ذمہ پورا کرنا ضروری ہے۔

دوسرا سنت اعتکاف جو رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی۔

تیسرا نفل اعتکاف' جس کے لئے نہ تو کوئی وقت مقرر ہے اور نہ کوئی دن مقرر ہے' جتنے دن کا چاہے اور جتنی دیر کا چاہے اعتکاف کرسکتا ہے' یہ اعتکاف پانچ دس منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً جب بھی مسجد میں آیا نیت کرلی کہ جب تک مسجد میں رہوں گا اعتکاف سے رہوں گا۔ اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ جتنا زمانہ نماز' ذکر' تلاوت میں مشغول رہے گا اعتکاف کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اعتکاف کے بے شمار فضائل ہیں۔ اتنا ہی کیا کم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کے در پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہیں ہوتی ٹلنے کا نہیں:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس لئے جب کوئی شخص معتکف ہوتا ہے یعنی اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہوکر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہوسکتا ہے؟ بس پڑ رہنے کی بات ہے۔

ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے:

پڑیے! پڑ مر رہیے ہر کے دوار
کبھی تو ہر پوچھے گا کون کھڑا دربار

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات سے وابستہ کرلینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہوجائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اس کی پاک ذات سے لو لگالے اور اس کے غیر سے منقطع ہوکر ہر قسم

کے تفکرات و خیالات کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جائے۔"

نیز اعتکاف میں آدمی ہر وقت سوتے جاگتے عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ چل کر آتا ہے' میری رحمت اس کی طرف دو ہاتھ جاتی ہے اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے' میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ہمیشہ اعتکاف کرنے کی رہی۔ جس سال وصال ہوا اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ چونکہ اکثر عادت شریفہ آخر عشرہ رمضان کے اعتکاف کی تھی' اس لئے علماء نے آخر عشرہ کے اعتکاف کو سنت فرمایا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اعتکاف کی وجہ سے آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے' اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لئے۔ اس حدیث میں اعتکاف کے دو فائدے ذکر فرمائے گئے' ایک تو یہ کہ معتکف ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ بسا اوقات لغزش ہو جاتی ہے اور آدمی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور ایسے مبارک وقت گناہ میں ملوث ہونا کتنی بری چیز ہے لیکن معتکف اس سے بچ جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت' مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ معتکف ان کو نہیں کر سکتا' لیکن بغیر کئے ان کا اجر ملتا رہتا ہے۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ اکبر' اس کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے اور بخشنے کے کیا کیا بہانے ہیں؟ مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف سلام) میں اعتکاف فرما تھے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ تم کو غمزدہ اور پریشان دیکھتا ہوں؟ اس نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہ کہنے لگا اس قبر والے کی عزت کی قسم! اس حق کے ادا کرنے سے میں قاصر ہوں (یعنی میں بہت مقروض ہوں' لوگ تنگ کرتے ہیں' آپ کی سفارش لینے کی غرض سے آیا ہوں) یہ سن کر حضرت ابن عباسؓ جوتے پہن کر مسجد کے باہر تشریف لے آئے' اس شخص نے عرض کیا: شاید آپ بھول گئے؟ آپ کا تو اعتکاف تھا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ: بھولا نہیں! بلکہ اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا (یہ الفاظ کہتے ہی ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے) کہ حضورؐ نے فرمایا تھا: جو آدمی اپنے بھائی کے کام کے لئے چلے پھرے اور کوشش کرے' اس کی یہ خدمت دس برس کے اعتکاف سے زیادہ افضل ہے اور جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے' اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین بڑی خندقیں کھود دیتے ہیں' جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے اور جب ایک دن کے اعتکاف کی اتنی فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا مقدار ہو گی؟

اس حدیث سے دو چیزوں کا پتہ چلتا ہے: اول یہ کہ ایک دن کا اعتکاف کرنے سے اتنا ثواب ملتا ہے' دوسری چیز مسلمانوں کی حاجت روائی کہ اسے دس برس کے اعتکاف سے بھی افضل ارشاد فرمایا۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہ کی اور اس کے ساتھ سفارشی بن کر تشریف لے گئے۔

علامہ شعرانیؒ نے کشف الغمہ میں ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ جو شخص آخر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے اس کو دو حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص مغرب سے عشاء تک مسجد میں معتکف رہا' اس وقت میں اس نے سوائے ذکر' نماز' تلاوت قرآن پاک کے اور کوئی بات نہ کی' حق تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بناتے ہیں۔

مسائل اعتکاف:

اعتکاف کے لئے تین چیزیں شرط ہیں:

(۱) مسجد میں ٹھہرنا خواہ اس مسجد میں پانچ وقتی نماز ہوتی ہو یا نہ ہو۔

(۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا' بے قصد و ارادہ ٹھہرنے کو اعتکاف نہیں کہتے۔

(۳) جنابت سے پاک ہونا' نیز عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

سب سے افضل اعتکاف وہ ہے جو کہ مسجد الحرام (کعبۃ اللہ شریف) میں کیا جائے۔ دوسرا درجہ مسجد نبوی کا ہے' اس کے بعد بیت المقدس کا' اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت پنجگانہ ہو' اس کے بعد محلّہ کی مسجد جس میں جماعت ہوتی ہو۔ عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں (یعنی جو جگہ نماز کے لئے گھر میں مخصوص ہو اس میں) اعتکاف کرنا چاہئے۔

عورتوں کا اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ آسان ہے' وہ گھر میں بیٹھے بیٹھے ہی نیکیاں سمیٹ سکتی ہیں اور ضروری بات بھی کر سکتی ہیں' اور گھر کا کاروبار لڑکیوں وغیرہ سے کرا سکتی ہیں اور انہیں تو گویا مفت کا ثواب ملتا ہے۔

معتکف کو سوائے عذر شرعی کے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ قضاء حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے' اگر بلا وجہ نکلے گا تو اعتکاف سنت اور اعتکاف واجب ٹوٹ جائے گا' نیز معتکف پر بہت سی چیزیں

حرام ہیں جن کی تفصیل علمأ کرام سے پوچھ لینی چاہئے۔

آخرعشرہ کی تخصیص اعتکاف میں شب قدر کی تلاش کی وجہ سے ہے کیونکہ لیلۃ القدر اکثر روایات کے بموجب آخرعشرہ میں ہے' اس کی نسبت قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کہ وہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے' ہزار مہینہ کے اسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس رات کو پائیں اور ساری رات عبادت میں گزار دیں۔ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے گویا اس نے اسی برس اور چار ماہ سے زیادہ عبادت میں گزار دیئے اور اس زیادتی سے بھی نہ جانے کتنی زیادتی مراد ہے کہ ہزار مہینہ سے اور کتنی زیادتی ہو' قدر دانوں کے لئے حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کی بے بہا نعمت ہے۔

درمنثور میں منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر حق تعالیٰ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے' پہلی امتوں کو نہیں ملی۔

اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا؟ بعض احادیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں' اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے تھے۔ اس پر اللہ کے لاڈلے رسول کو رنج وغم ہوا' اس پر اللہ رب العزت نے یہ رات عنایت فرمادی کہ جو اسی ایک رات میں عبادت کرے گا گویا اس نے ہزار ماہ سے زیادہ عبادت کی۔ اگر کوئی خوش نصیب دس راتیں پالے تو گویا اس نے آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ عبادت میں گزار دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا: حضرت ایوبؑ حضرت زکریاؑ' حضرت حزقیلؑ' حضرت یوشعؑ (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کہ اسی اسی برس تک اللہ کی یاد میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ سے روگردانی نہیں۔ اس پر صحابہ کرامؓ کو حیرت ہوئی کہ ہم پھر کب ان حضرات کی برابری کرسکتے ہیں۔ تو حضرت جبرائیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی۔ اس سلسلہ میں اور روایات بھی موجود ہیں۔

کس قدر قابل رشک ہیں وہ لوگ جن سے شب قدر کی عبادت کبھی فوت نہیں ہوئی۔ البتہ اس رات کے تعین میں علمأ امت کے درمیان بہت کچھ اختلاف ہے' بس مختصر یہ کہ رمضان المبارک میں ہے اور بعض احادیث میں آخرعشرہ کی طاق راتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

مثلاً اکیسویں' تیئیسویں' پچیسویں' ستائیسویں' انتیسویں' بہتر یہ ہے کہ اخیر عشرہ پورے کا پورا اس کی تلاش میں گزار دیا جائے۔ بعض روایات میں ستائیسویں کی طرف راجح اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ کھڑا رہا۔ اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں' کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے یا کسی اور عبادت میں مشغول رہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ جو اس رات سے محروم رہ گیا وہ ساری خیر سے محروم رہ گیا۔ اور اس کی بھلائی سے وہی محروم رہتا ہے جو کہ حقیقی محروم ہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیلؑ ملائکہ کی جماعت کو لے کر زمین پر اترتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑا ہوا یا بیٹھا اللہ کا ذکر کررہا ہے' عبادت میں مشغول ہے' دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت لیلۃ القدر میں دنیا کے آسمان پر تشریف فرما ہوتے ہیں' یعنی تجلی فرماتے ہیں اور ندا دی جاتی ہے کہ ہے کوئی گناہ بخشوانے والا! کہ ہم اس کے گناہ بخش دیں' ہے کوئی رزق چاہنے والا! کہ اس کو رزق دے دیں' ہے کوئی اولاد کا طالب! اس کی مراد پوری کردیں' غرض اسی طرح فجر تک ندائیں دی جاتی ہیں' خود قرآن پاک میں سورۂ قدر میں اس طرف اشارہ ہے' اس لئے اس رات کو غنیمت جاننا چاہئے۔

بلکہ اس عشرۂ مبارکہ میں باقی ایام سے زیادہ محنت کرنی چاہئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کام کرنا یعنی اس کام کی نقل اتارنا بھی ہمارے لئے سرمایہ سعادت اور نجات کا باعث ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

اگر تو ان میں سے نہیں تو ان کی شکل ہی بنالے

کیونکہ بزرگوں کی نقل بھی کامیابی ہے' پس سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہیں' تو حضور کی مشاکلت اور مشابہت بھی اللہ کو محبوب ہوگی' دیکھئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب ساحروں سے مقابلہ ہوا اور وہ ایمان لائے' فرعون ایمان نہ لایا تو سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے حق تعالیٰ سے دریافت کیا کہ: اس کی کیا وجہ ہے کہ ساحر تو دولت ایمان سے نوازے گئے اور فرعون محروم رہا' حالانکہ میں تو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا؟

جواب ارشاد ہوا کہ: یہ ساحر آپ کے مقابلے میں آئے تھے تو آپ کی وضع بنا کر آئے تھے' جس طرح کا لباس آپ نے پہنا ہوا تھا اسی لباس میں یہ لوگ آئے تھے' ہماری رحمت نے گوارا نہ کیا کہ جو شخص میرے محبوب کی شکل بنا کر آئے وہ محروم واپس جائے۔ اس لئے ان کو ہدایت ہوگئی' حدیث شریف میں ہے:

"جو کسی قوم کی شکل بنائے وہ ان میں شمار ہوگا۔"

جو نیکوں کی صورت بنائے وہ ان میں شمار ہوگا اور جو بروں کی صورت بنائے وہ ان میں شمار ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں اور بھی تصریح آتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر رونا نہیں آتا تو رونے والی شکل ہی بنالے۔"

عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کسی بہروپیہ کے دھوکہ میں نہ آتے تھے' ایک دفعہ آپ نے ایک بہروپیہ سے کہا کہ اگر تم مجھ کو دھوکہ دے سکو تو اتنی اشرفیاں انعام میں دوں گا' بہروپیہ ایک پہاڑ پر جا کر بیٹھ گیا اور دو تین چیلے چھوڑ دیئے' جو کہ اس کی بزرگی کی شہرت کریں' ایک دو ماہ میں خوب مشہور ہوگیا۔ اسی زمانہ میں عالمگیر کو ایک جنگ کی مہم پیش آئی۔ جس کا راستہ اسی پہاڑی کی طرف سے تھا۔ عالمگیر کا معمول تھا کہ سفر میں جس قدر اولیاء و صلحاء میسر ہوتے سب کی زیارت کرتا۔ چنانچہ جب عالمگیر اس پہاڑ کے قریب پہنچے تو پہلے وزیر کو بھیجا کہ بزرگ کو اطلاع دو اور اجازت حاصل کرو۔ وزیر گیا تو بہروپیہ نے اس سے بہت حکمت و موعظت کی باتیں کیں' چنانچہ وزیر بڑا معتقد ہوا کہ حضور یہ سب سے افضل بزرگ ہیں' بہت حکیمانہ گفتگو فرماتے ہیں۔ اب تو عالمگیر کو اور بھی اشتیاق ہوا' گئے اور ملے' اور بہروپیہ نے بادشاہ کو حکمت و موعظت کے ساتھ نصیحت کرنا شروع کردیا۔ بادشاہ پر اس قدر اثر ہوا کہ زار و قطار رونے لگے۔ چلتے ہوئے بڑی مقدار کا نذرانہ پیش کیا' بہروپیہ نے اس پر لات ماردی اور کہا کہ اس کی مجھے کیا ضرورت ہے؟ اس کو چھوڑ کر تو میں یہاں آیا ہوں' آپ پھر مجھے دنیا میں ڈالنا چاہتے ہیں' فقیر کو دنیا سے کیا واسطہ؟ عالمگیر لاجواب ہوئے' اور اپنی اشرفیاں لے کر واپس ہوگئے' جب وزیر اور بادشاہ پہاڑ سے اترے تو بہروپیہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ یہ دونوں اس کی بہت تعریف کر رہے تھے کہ واقعی بڑے بزرگ ہیں' بزرگ ہو تو ایسا ہو! بڑے کامل ہیں' واصل ہیں' کیسی حکمت کی باتیں کیں' بہروپیہ پیچھے پیچھے سب سنتا جارہا تھا اور خاموش تھا' جب عالمگیر لشکر میں پہنچے تو بہروپیہ نے جھک کر سلام کیا اب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ یہ بہروپیہ بزرگ بنا ہوا ہے' سخت حیران ہوئے کہ واقعی تم نے بہت بڑا دھوکہ دیا اور معمولی انعام عطا فرمایا۔ اس نے پھر سلام کیا اور بہت دعائیں دیں' اس وقت عالمگیر نے پوچھا کہ جب میں تم کو بہت سی رقم نذرانہ میں پیش کر رہا تھا تو تم نے اس پر لات ماردی' اگر لے لیتے تو میں حقیقت معلوم ہوجانے پر بھی وہ تم سے واپس نہ لیتا' اس کی کیا وجہ ہے کہ تم اس وقت معمولی انعام پر بھی خوش ہو بہروپئے نے کہا: حضور! اگر میں اس وقت لے لیتا تو یقیناً آپ واپس نہ لیتے مگر نقل غلط ہوجاتی' اس کا مقتضا یہی تھا کہ دنیا پر لات ماردوں' اور اب جو کچھ ملا ہے یہ میرے فن کا صلہ ہے' میں اسی میں خوش ہوں

ذرا غور کیجئے' ہم اس بہروپیہ سے بھی گئے گزرے ہیں کہ وہ تو مصنوعی نقل کی اس قدر رعایت کرتا ہے اور ہمیں چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہر کام میں کی جائے۔

لیلۃ القدر کی بہت قدر کرنی چاہئے' اور اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ سارے رمضان میں لیلۃ القدر تلاش کرو' اب تو دن ہی تھوڑے رہ گئے ہیں' ان ایام کو غنیمت جان کر ان میں اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اور ان کی راتوں کو اللہ کے دربار میں کھڑے ہو کر گزار دینا چاہئے۔ گناہ گار اللہ کے دربار میں آکر جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور معافی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرمادیتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اس میں کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا کرو:

"اللّٰھم انک عفو کریم
تحب العفو فاعف عنی."

لیلۃ القدر کی بعض علامات ہیں مثلاً رقت کا آنا' دعاؤں میں دل لگنا' ذکر کو دل چاہنا وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک ہوسکے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بالخصوص بہت زیادہ عبادت کرنی چاہئے۔ نہ جانے پھر نصیب ہو یا نہ ہو' کتنے بھائی ایسے ہوں گے جنہوں نے گزشتہ رمضان کے روزے ہمارے ساتھ رکھے' ہمارے ساتھ تراویح پڑھیں لیکن اس رمضان کے آنے سے قبل ہی وہ قبروں میں جا پہنچے۔ اب بھی بہت لوگ ایسے ہوں گے جو اگلے سال اس دنیا میں نہیں ہوں گے' اس لئے وقت کو غنیمت جان کر جتنی بھی اللہ سے معافی چاہی جائے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے جتنا رویا جائے' کم ہے' وہ تو دینے کو تیار بیٹھے ہیں' کوئی مانگے بھی:

"جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں"

☆☆......☆☆

امت مسلمہ کی خصوصیات

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت مسلمہ کو خیر امت قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں اس امت کی صفات اور اس کی ذمہ داری بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادیا ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے' تا کہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو' اور تمہارے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں۔“

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط قرار دیا ہے اور وسط کے معانی میں درمیان میں ہونے اور ممتاز و معیاری اور بہتر ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کو ساری امتوں سے ممتاز بنایا ہے' اور اس کو ممتاز بنانے کے ساتھ ساتھ اس پر دوسری ساری قوموں اور ساری امتوں کی دیکھ بھال کے لئے ذمہ داری بھی رکھی ہے۔ فرمایا: ”سارے انسانوں کے تم گواہ بنو“ ان کے شاہد بنو' ان کو نظر میں رکھنے والے اور ان کی گواہی دینے کے قابل اپنے کو بناؤ' اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت میں وہ شہادت اس امت سے حاصل کرے گا' لیکن شہادت میں یہ ہے کہ کسی کام میں اگر کسی کو نگراں بنایا جائے اور اس کو دیکھ بھال سپرد کی جائے تو اس کا معیار بھی وہ ہونا چاہئے جو اس کے عہدہ اور مقام کے مطابق ہو' پہلے یہ امت خود معیاری امت بنے۔ اخلاق کے اعتبار سے معیاری امت بنے' تب وہ دوسروں کے معیار کا اندازہ کرسکتی ہے' دوسروں کے معیار کو دیکھ سکتی ہے اور اس کی نگراں بن سکتی ہے۔

دوسرے اس امت کی ذمہ داری یہ رکھی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق لوگوں تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی' تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔“

تو اس امت کو بہت بڑی ذمہ داری عطا کی گئی ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ اس ذمہ داری کو انجام دینے کے لئے جو اخلاق چاہئیں' جو معیار چاہئے اس معیار کو بھی برقرار رکھنا ہوگا' امت اپنا معیار برقرار نہیں رکھے گی تو اس ذمہ داری کا حق نہیں ادا کرسکے گی' اور اس سے قیامت کے روز سوال ہوگا کہ جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی تھی تم نے اپنے کو اس ذمہ داری کے لائق نہیں بنایا اور ذمہ داری کو تم نے پورا بھی نہیں کیا۔

انسان کی زندگی دو طرح کی ہوتی ہے' ایک اس کی انفرادی زندگی ہوتی ہے اور دوسری اس کی اجتماعی اور سماجی زندگی ہوتی ہے' بہت سی باتیں انسان کی انفرادی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں کہ وہ کیسا ایمان رکھتا ہے؟ کیسا اعتماد علی اللہ رکھتا ہے؟ اس کا اپنے دین سے عبادات کے لحاظ سے کیا تعلق ہے؟ اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ان چیزوں میں اپنی زندگی کا کیا معیار رکھا تھا؟ اور اسے ان چیزوں کے مطابق ڈھالا تھا یا نہیں؟

انسان کی زندگی کا دوسرا پہلو اجتماعی اور سماجی ہوتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تم کس طرح معاملہ کرتے تھے؟ کس طرح حقوق ادا کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اجتماعی مخلوق بنایا ہے' وہ اس معاملہ میں دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے' دوسری مخلوقات کو آپس میں اجتماعی زندگی گزارنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے' ہر جانور اپنے طرز کی زندگی گزارتا ہے' اس کو دوسرے جانور کی ضرورت نہیں پڑتی ہے' گائے کو دوسری گائے کی مدد کی ضرورت نہیں ہے' بکری کو دوسری بکری کی مدد کی ضرورت نہیں ہے' ہر بکری اپنا کام خود کرے گی' کھانا پینا' رہنا سہنا' جو کچھ بھی ہو وہ دوسری بکری کی محتاج نہیں ہے' لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے تو ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے' اس کے تعاون کے بغیر اس کی زندگی چل نہیں سکتی۔ ہم اگر اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو ہماری ہر چیز میں دوسرے کا تعاون اور دوسرے کی شرکت پائی جاتی ہے' انسان کو اللہ تعالیٰ نے سماجی زندگی بھی عطا فرمائی ہے' یہ چیزیں دوسری مخلوقات کو حاصل نہیں ہیں' سماجی زندگی کے کچھ حقوق ہیں' اس کے فرائض ہیں اور اخلاق ہیں' ان اخلاق اور ان حقوق کو ہم کو قائم رکھنا

پڑے گا‘ ہم خیر امت‘ ایک اچھی امت نہیں بن سکتے جب تک کہ ہمارے آپس کے معاملات اچھے نہ ہوں اور ہم ایک دوسرے کے حقوق ادانہ کریں۔

اصلاح معاشرہ کا مطلب یہی ہے کہ جو ہمارا معاشرہ ہے‘ جو ہماری سماجی زندگی ہے‘ اس میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو احکام دیئے ہیں اور اس کی جو تعلیمات ہم کو قرآن وحدیث سے حاصل ہوئی ہیں‘ ان کے مطابق ہم اپنی سماجی زندگی کو مرتب کریں‘ نکاح وطلاق کے مسائل ہیں‘ اور اسی طرح دوسرے اعزہ کے حقوق ہیں اور پھر بیوی کے حقوق ہیں‘ وراثت کے معاملات ہیں‘ اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات واضح ہیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ مسلمان من مانی زندگی گزار رہا ہے اور دوسروں کی نقالی میں بہت سی چیزیں ہم نے غلط سیکھ لی ہیں‘ ان کے رسم ورواج کو اختیار کرلیا ہے‘ اب اس کے نتیجہ میں دو نقصان ہو رہے ہیں‘ ایک نقصان یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی خلاف ورزی ہورہی ہے‘ اور دوسرا نقصان یہ کہ دوسروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے‘ دوسروں کی حق تلفی ہورہی ہے‘ اس طرح ہم دو جرائم کے مرتکب ہورہے ہیں‘ ایک جرم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی‘ دوسرا دوسروں کے ساتھ ظلم اور ان کے حقوق تلف کرنا۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہم اپنے نفس اور اپنی خواہشات پر حاوی نہیں ہو پاتے‘ اپنی خواہشات کو دبا نہیں پاتے‘ ہماری جو خواہش ہوتی ہے‘ اس خواہش میں اگر کسی کا حق مارا جاتا ہے تو اس کی ہم بالکل پرواہ نہیں کرتے‘ اپنے نفس کو دبانا اور اسے مارنا یہ بڑی حکمت اور اعلیٰ تدبیر ہے‘ اگر ہم اپنے نفس کو دبائیں اور اس پر کنٹرول کرلیں اور اس پر قابو پالیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ بہت سی برائیاں اور بہت سے نقائص جو ہمارے معاشرہ میں پیدا ہوگئے ہیں وہ خود دور ہو جائیں گے‘ اور یہ بات کیسے ہوسکتی ہے؟ یہ بات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا لحاظ کرنے سے اور آخرت کا تصور کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

آخرت وہ چیز ہے جس کے تصور سے آدمی اپنی زندگی کو بہتر بناتا ہے‘ جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال کا حساب ہوگا‘ قیامت میں ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا‘ ہم دوسری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گے اور ہم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیسے کمایا تھا؟ اور کیسے خرچ کیا تھا؟ اور تم نے پروردگار کے احکام پر کتنا عمل کیا تھا؟ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت کے روز کسی بندہ کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہلیں گے جب تک کہ اس سے چند سوالات نہ کرلئے جائیں کہ اپنی عمر کس کام میں کھپائی؟ اپنے علم کا کیا کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جسم کو کن کاموں میں گھلایا اور بوڑھا کیا؟“

وہاں یہ سوال ہوگا اور ہم کو اس سوال کا جواب دینا ہوگا تو اس وقت پتہ چلے گا کہ ہمارا انجام کیا ہونا ہے؟ قرآن میں صاف صاف آیا ہے کہ جو اچھے عمل کریں گے ان کو آخرت میں جنت نصیب ہوگی‘ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نعمتیں نصیب ہوں گی اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا تو اس کو وہاں سزا ملے گی‘ عذاب ہوگا:

”جو شخص نیکی لاوے گا سو اس شخص کو اس (نیکی کے اجر) سے بہتر (اجر) ملے گا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس روز امن میں رہیں گے‘ اور جو شخص بدی لائے گا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیئے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو ان ہی اعمال کی سزا دی جارہی ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔“

(سورۂ نمل)

جب آدمی اس کا تصور کرتا ہے کہ موت برحق ہے‘ کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کب اس کی موت آجائے گی؟ ہماری یہ زندگی محدود زندگی ہے‘ چالیس سال‘ پچاس سال‘ ساٹھ سال‘ ستر سال‘ اسی سال‘ بس یہی زندگیاں ہورہی ہیں‘ اس میں ہم کتنا ہی عیش کرلیں‘ کتنی ہی پُر لطف زندگی گزار لیں اور اپنے نفس اور خواہشات پر کتنا ہی عمل کرلیں‘ لیکن یہ ایک محدود مدت ہے‘ معمولی مدت ہے‘ آخرت میں ہم کو جو زندگی عطا ہونے والی ہے وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے‘ ہزاروں‘ لاکھوں‘ کروڑوں سال تک چلنے والی زندگی ہے‘ تو چند سال کے آرام کے لئے‘ چند سال تک اپنی خواہش پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم لاکھوں سال اور کروڑوں سال کی زندگی کو برباد کرلیں اور وہاں اپنے لئے مصیبت کھڑی کرلیں‘ یہ کون سی عقلمندی کی بات ہے؟ اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں اور اس بات کو غور سے سوچیں کہ آخرت میں ہم کو کیا جواب دینا ہے؟ اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں اور اس بات کو غور سے سوچیں کہ آخرت میں ہم کو کیا جواب دینا ہوگا؟ اپنے اعمال کا حساب ہم کو آخرت میں دینا ہے‘ ہم آخرت کا تصور کرلیں اور وہاں کے ثواب وعذاب کو اپنے سامنے رکھیں تو ہماری زندگی خود بخود درست ہوجائے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ وہ آخرت سے ہر وقت ڈرتے رہتے تھے اور یہ کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اس سے خوف کھاتے رہتے

تھے اور جب تک آخرت کے عذاب وثواب کا خیال نہ ہو' اگر اس کا احساس نہ ہو تو ظاہر ہے انسان من مانی زندگی گزارے گا اور من مانی زندگی کی کوئی حدود نہیں ہیں' وہ جانوروں کی زندگی کی طرح ہے' جو من مانی زندگی گزارتے ہیں ان کو کسی کے حقوق کا خیال نہیں' ان کو اپنے اوپر کوئی ذمہ داری محسوس نہیں ہوتی' اس لئے کہ وہ اجتماعی اور سماجی زندگی نہیں گزارتے' ان کو سماج کے حقوق کا کوئی اندازہ نہیں' لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے؟ تو انسان کے اوپر اس کے باپ کا حق ہوتا ہے' ماں کا حق ہوتا ہے' بہن بھائیوں کا حق ہوتا ہے' بیوی کا حق ہوتا ہے' اپنے پڑوسی کا حق ہوتا ہے' اپنے رفیق کا حق ہوتا ہے اور سب کے حقوق اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سارے حقوق بتائے ہیں کہ کس کا کیا حق ہے؟ اور ان حقوق کی ادائیگی صرف اسی زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی ان کی ادائیگی ہوتی ہے۔ آدمی جو مال چھوڑ کے جاتا ہے' جائیداد چھوڑ کے جاتا ہے' اسی جائیداد کی تقسیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود اور حقوق مقرر کئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر ہم ان حقوق کو ادا کریں گے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کریں گے' اس طریقے سے جو طریقہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے تو اس کا فائدہ ہمیں آخرت میں حاصل ہوگا' اس زندگی میں ہوگا جو کروڑوں' اربوں سال کی زندگی ہے' نہ ختم ہونے والی زندگی ہے' اس میں ہم کو فائدہ حاصل ہوگا' اور اگر ہم ان حقوق کو تلف کرتے ہیں' ضائع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نظر انداز کرتے ہیں تو اس کی سزا وہاں بھگتنی پڑے گی' تو یہ حساب لگانے کی بات ہے' جیسے تاجر حساب لگاتا ہے کہ اس کی آمدنی کتنی ہوئی اور خرچ کتنا ہوا ہے؟ تاجر شام کو حساب لگاتا ہے یا مہینہ میں حساب لگاتا ہے' اسی طرح ایک مسلمان کو روزانہ یہ حساب لگانا چاہئے کہ آخرت میں وہ کس طرح اپنے اعمال کا حساب دے گا؟ اگر آخرت کا تصور ہم میں پیدا ہو جائے' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اہمیت ہم سمجھنے لگیں تو ہمارا معاشرہ بھی درست ہو جائے گا اور خود ہمارے ذاتی اخلاق بھی درست ہو جائیں گے' سب سے بڑی کمزوری جو اس وقت ہمارے معاشرہ میں اور ہماری زندگیوں میں آ گئی ہے وہ یہ ہے کہ آخرت کا تصور ہم میں بالکل ماند پڑ گیا ہے' آدمی سوچتا ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کس طرح ہم کو حساب دینا ہے؟ مرنے کے بعد ہم کو کس چیز سے سابقہ پڑتا ہے؟ اس کو وہ سوچتا ہی نہیں۔

سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے اور نہ کرنے کا فرق سمجھیں' اور اس کے نتیجہ کو اپنے سامنے لائیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے؟ اور یہ نتیجہ کب نکلے گا؟ آج آنکھ بند ہو جائے تو آج نتیجہ نکلنا شروع ہو جائے' جس وقت آدمی کی آنکھ بند ہوگی اور وہ اس دنیا سے رخصت ہوگا اس کے سامنے وہ منظر آ جائے گا کہ جو کچھ اس نے زندگی میں کیا ہے' جو اس نے حق تلفی کی ہے' جو اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی عدم تعمیل یا خلاف ورزی کی ہے' وہ وہاں فوراً اس کے سامنے آ جائے گا' معلوم ہو جائے گا کہ ہم دنیا میں کیا کر کے آئے ہیں؟ اور اب اس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی' وہاں تلافی کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ وہاں تو صاف صاف یہ ہے کہ اگر کسی کی رقم ماردی ہے تو کہا جائے گا کہ رقم ادا کرو' رقم موجود نہیں ہے تو ہم کیا ادا کریں؟ کہا جائے گا کہ اس کے گناہ اس کے سر ڈال دو اور اس کی نیکیاں لے کر اس شخص کو دیدو جس کا حق اس نے مارا ہے۔ اگر یہاں کچھ خیر کا کام کیا ہے' کچھ اچھا کام کیا ہے تو وہ سب ہاتھ سے نکل جائے گا اور دوسرے کو دیدیا جائے گا۔ اس لئے کہ وہاں صرف اعمال کا سکہ چلے گا' یہ پیسے دھیلے کا سکہ نہیں چلے گا' کسی کے پیسے ماردیئے ہیں' اس کی مرضی کے خلاف اس سے پیسے لے لئے ہیں یا اس کا حق تھا لیکن نہیں دیا ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان کے حق ادا کرو' وہ شخص کہے گا: پروردگار! کہاں سے ان کا حق ادا کریں؟ حکم ہوگا کہ اس کے اعمال لے کر ان کے سپرد کرو' اس نے جو اچھے کام کئے ہیں' اس سے لے کر اس شخص کو دے دو جس کا حق اس نے مارا ہے' اور اگر اس کے پاس اچھے اعمال نہیں ہیں تو بُرے اعمال لے کر اس کے سر ڈال دو۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے بطور ظلم کے اپنے بھائی کی آبرولوٹی ہو یا اور کوئی چیز لی ہو تو اسے چاہئے کہ اس سے آج ہی اس دنیا میں معاف کرالے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جہاں نہ دینار چلے گا نہ درہم' وہاں تو یہ ہوگا کہ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہیں تو اس کے ظلم کے بقدر وہ اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو جس کا حق مارا ہے اس کی برائیں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی۔"

ایک دوسری حدیث میں ایسے شخص کو جس کی نیکیاں دوسروں کو دلوائی جائیں گی یا دوسروں کے گناہ اس پر لادے جائیں گے' مفلس کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ شمار ہوتا ہے‘ جس کے پاس درہم و دینار اور مال و اسباب نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں‘ بلکہ میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت میں نماز‘ روزہ اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہوگا‘ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی‘ کسی پر بہتان لگایا ہوگا‘ کسی کا مال کھایا ہوگا‘ کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو (بلاوجہ) مارا ہوگا تو اس کی نیکیاں لے کر ان لوگوں کو دے دی جائیں گی‘ اور اگر دوسروں کا حساب چکانے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو ان کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔‘‘

تو وہاں اعمال کا سودا ہوگا۔ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ہم بے توجہی کے ساتھ دوسروں کا حق مار دیتے ہیں‘ دوسروں کا حق ادا نہیں کرتے‘ اللہ نے ماں باپ کا حق رکھا ہے‘ بھائیوں کا حق رکھا ہے حتی کہ پڑوسیوں کا حق رکھا ہے‘ جو بھی اللہ تعالیٰ نے حق رکھے ہیں اور پھر لین دین میں‘ تجارت میں‘ کاروبار میں‘ نہ معلوم کتنے مواقع ہیں جہاں حقوق ہم پر واجب ہوتے ہیں‘ ان حقوق کو ہمیں اس طریقہ سے ادا کرنا چاہئے جس طریقہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے‘ ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے‘ میراث ہے‘ کوئی جائیداد چھوڑ کر اس دنیا سے چلا گیا ہے‘ جائیداد کی صحیح تقسیم نہیں کرتے‘ بہن کا حصہ نہیں دیتے‘ صرف بہن ہی کا حصہ نہیں‘ آپ میراث کے احکام دیکھئے کس کس کے حصے اللہ نے مقرر کئے ہیں‘ جس وقت انسان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی ملکیت میں جو جائیداد اور مال ہوتا ہے وہ خود بخود ان لوگوں کا ہو جاتا ہے جن کے حقوق اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں‘ اب ان کو اگر آدمی ادا نہیں کرتا تو گویا کہ حرام مال لئے بیٹھا ہے‘ جو کھا رہا ہے وہ حرام ہے‘ حلال نہیں ہے‘ اور یہ حق جو اس نے مارا ہے‘ قیامت میں اس سے دلوایا جائے گا‘ جہاں اس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے‘ مال نہیں ہوگا‘ تو کیا دے گا؟ اپنے اعمال دینے پڑیں گے‘ اس نے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ نمازیں دینی پڑیں گی اور یہ بے نمازی ہوجائے گا کہ نمازی تھا‘ بے نمازی ہوگیا‘ جو نماز پڑھی تھی وہ دوسرے کے حق میں چلی گئی‘ پیسے دے نہیں سکتے تو جس کا حق مارا تھا اس کے عوض نمازیں دیدی جائیں گی تو آپ نماز پڑھ کر گئے لیکن معلوم ہوا کہ وہاں بے نمازی ہوگئے‘ اس لئے کہ نماز وہاں چھن جائے گی اور یہی معاملہ اس کے روزوں اور خیر خیرات کے کاموں کے ساتھ بھی ہوگا۔

دوسروں کے حقوق ادا کرنا لازمی ہے‘ تصور کرنا چاہئے کہ آنکھ بند ہونے کے بعد ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ آخرت کس وقت شروع ہوگی؟ آخرت آنکھ بند ہوتے ہی فوراً شروع ہوجاتی ہے‘ یہ زندگی کے روز کی ہے؟ جس کے لئے ہم دوسروں کے حقوق برباد کرتے ہیں‘ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں‘ کیا چند روز کی زندگی کے لئے؟ چار روز کے لئے؟ چار روز کی زندگی کی خواہش کے لئے؟ ہم آخرت کو تباہ کر رہے ہیں‘ آخرت میں ہم کیا جواب دیں گے؟ ہم جو تھوڑے بہت اچھے عمل لے کر جائیں گے وہ بھی ہم سے چھن جائیں گے‘ یہ کوئی اچھا سودا ہے؟ جس وقت یہ بات سامنے آئے گی اس وقت کوئی تلافی کی صورت نہیں ہوگی‘ وہاں کوئی کچھ بھی نہیں کرسکتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے اچھے اعمال سے محروم ہوجائے‘ دوسروں کے بُرے اعمال اس پر لد جائیں اور وہاں پر یا تو جنت ہے یا جہنم ہے‘ جنت کے باغات‘ نہریں‘ وہاں کی راحتیں اور نعمتیں سب ایک طرف‘ دوسری طرف جہنم کی آگ اور تکالیف و پریشانیاں‘ دونوں کا ہمیں حساب لگانا چاہئے۔ یہ آسان بات نہیں ہے جو ہم بہت ہی بے پرواہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نظر انداز کر دیتے ہیں‘ جس وقت اس کا حساب لیا جائے گا‘ اس وقت سوائے رونے اور افسوس کرنے کے اور کوئی شکل نہیں ہوگی۔

جس چیز پر فوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ کے احکام معلوم کئے جائیں‘ کس طرح ہمیں زندگی گزارنی چاہئے؟ کس طرح حقوق ہمیں ادا کرنے چاہئیں؟ اور کس طرح شادی بیاہ کرنا چاہئے؟ کس طرح بیوی کے حقوق ادا کرنے چاہئیں؟ بیوی کو لانے کے بعد ماں باپ کے حقوق ختم نہیں ہوجاتے‘ ماں باپ کے حقوق اسی طرح باقی رہتے ہیں‘ بہن بھائیوں کے حقوق پہلے کی طرح باقی رہتے ہیں‘ ہاں کچھ حقوق بڑھ جاتے ہیں‘ شادی کرنے سے آدمی پر بیوی کے حقوق بڑھ جاتے ہیں‘ حقوق میں اضافہ ہوتا ہے‘ ایسا نہیں ہے کہ نئے حقوق پیدا ہوئے اور پرانے حقوق ختم ہوگئے اور یہ حقوق اس طریقہ سے ادا کرنے چاہئیں جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

آپ دیکھیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کرنے سے کیا کیا مصیبتیں آرہی ہیں؟ یعنی ایک تو ہم نہ جانے کتنے آدمیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں اور کتنوں کے حقوق مارتے ہیں اور

وہ بھی محض تھوڑے سے فائدہ کے لئے اس کے بعد اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہیں' اپنی آخرت خراب کرتے ہیں اور دوسرے یہ کہ دوسری قوموں کے سامنے اپنی شہرت بھی خراب کرتے ہیں' آج ہمارا معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے جس کو دیکھ کر غیر مسلم بھی مذمت کرتے ہیں' ہم ایسا نمونہ پیش کر رہے ہیں کہ جس نمونہ سے ہم خود ہی اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ آپ صاف طریقہ سے دیکھیں کہ غیر مسلم یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو بہت اچھا ہے جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے' جو قرآن شریف اور حدیث شریف کے اندر بتایا گیا ہے' لیکن جو لوگ اسلام کی طرف منسوب ہیں' ان کا تو کوئی طریقہ صحیح نہیں ہے' یہ تو ہم سے بھی بُرے ہیں' ہم سے زیادہ ظلم و زیادتی یہ کرتے ہیں' دوسروں کے حقوق یہ مارتے ہیں' تو بھائیو! اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم اس زندگی کو اختیار کرکے جو اللہ کے احکام کے خلاف والی زندگی ہے' ہم کتنی ناانصافی کر رہے ہیں' اپنے ساتھ بھی ناانصافی کر رہے ہیں۔ اپنے ساتھ ناانصافی یہ ہے کہ ہمیں اس کا حساب دینے کے وقت پتہ چلے گا کہ ہم نے اپنا کیا نقصان کیا؟ اور دوسروں کے ساتھ ناانصافی یہ ہے کہ ہم دوسروں کی زندگی کو تلخ کئے ہوئے ہیں' ان کی راحت کو ہم برباد کئے ہوئے ہیں' ان کے حقوق پامال کر رہے ہیں' تو اس بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ معاشرہ کے اندر بے شمار خرابیاں آ گئی ہیں' بے شمار عیوب آ گئے ہیں' کس کس عیب کو آدمی بیان کرے؟ کس کس خرابی کا ذکر کرے اور وہ خرابیاں ایسی ہیں کہ آپ سب ان کو جانتے ہیں' ان کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ اصل میں اس احساس کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمیں سارے اعمال کا حساب آخرت میں دینا ہے اور سارے حقوق وہاں ادا کرنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کر دے گا لیکن حقوق معاف نہیں کرے گا' اس نے فرمایا ہے کہ حقوق تو صاحب حقوق ہی معاف کر سکتا ہے۔ حقوق کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا' جو انسان کے حقوق ہیں' رشتہ داروں کے حقوق ہیں' اعزہ کے حقوق ہیں اور جو بھی حقوق ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان جرائم کو تو معاف کر سکتا ہے اور بہت سوں کے معاف کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادات میں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے بارے میں جو خلاف ورزیاں ہوئی ہیں' وہ بھی جن کے چاہے گا ان ہی کے معاف کرے گا' یہ نہیں کہ ہر شخص سمجھے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کر دے گا۔

ہمیں اپنے معاشرہ کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ بتایا ہے' اس طریقہ کو اختیار کرنے کی کوشش کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ دوسروں کے ساتھ ہم کوئی زیادتی نہ کریں' ظلم نہ کریں' دیکھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہے کہ کسی کا مال اس کی مرضی کے بغیر' اس کی خوش دلی کے بغیر آپ لیں گے تو وہ مال حرام ہے' وہ ناجائز مال ہے' لہٰذا رشوت حرام' سود حرام' اور یہ جو حقوق ہیں بیوی کے' ماں باپ کے' ان کو نہ دینا اور خود ان کو استعمال کر لینا وہ مال حرام ہے' حتیٰ کہ جہیز جو لیا جاتا ہے' جس طرح اس کا مطالبہ ہوتا ہے اور لڑکی والوں کو دینا پڑتا ہے وہ خوش دلی سے تھوڑا ہی دیتے ہیں' وہ مجبور ہو کر دیتے ہیں کہ بھائی نہیں دیں گے تو کام ہی نہیں چل سکتا' اور ہم پر ایک تاوان ہے' تاوان سمجھ کر دیتے ہیں۔ یاد رکھیں جو جہیز تاوان کے طور پر آئے گا یعنی دینے والا خوش دلی سے نہیں دے گا تو وہ مال حرام ہے' ایسے ہی مال حرام ہے جیسے کہ سود حرام ہے' جو مال بھی کسی سے خوش دلی کے بغیر لیا جائے گا' اس کی اجازت کے بغیر لیا جائے گا تو وہ مال حرام ہو جائے گا۔

سوچئے کتنا مال حرام ہے جو ہم استعمال کر رہے ہیں؟ ہمارے استعمال میں مال کی ایک بڑی مقدار ہے جو حرام ہے' لیکن ہم مال حرام کا استعمال کر رہے ہیں' استعمال کے بعد معاملہ ختم تھوڑا ہی ہو جاتا ہے' آخرت میں اس کا پورا حساب دینا پڑے گا کہ تم نے مال حرام جو استعمال کیا ہے جس کسی کا مال ہے اسے ادا کرو' کہاں سے ادا کریں؟ اپنے اعمال دے دو' تمہارے جو اعمال ہیں یا اگر تمہارے پاس اچھے اعمال نہیں ہیں تو اس کے بُرے اعمال تمہارے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کے بعد جہنم ہے۔ بھائی بہت ڈرنے کی بات ہے' کہنے والے کی بھی ہمت نہیں کہ وہ اس بات کو کہے کیونکہ معاملہ آخرت کا ہے' الامان والحفیظ۔ تصور میں لانا مشکل ہے' وہاں کی تکلیف کا ہم تصور نہیں کر سکتے' کیسی تکلیف ہوگی اور وہاں کے آرام کا بھی ہم تصور نہیں کر سکتے کہ کتنا آرام اور کتنی راحت ہوگی' صاف صاف آتا ہے کہ وہاں جنت کی نعمتیں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا' نہ کسی نے ان کا مشاہدہ کیا۔ عظیم نعمتیں جنت کی ہوں گی' اور اسی طرح جہنم کی جو تکلیفیں ہیں' جو مصیبتیں ہیں۔ الامان والحفیظ۔ تصور کرنا مشکل ہے' بھائی معاملہ آسان نہیں ہے' تماشا نہیں ہے کہ ہم نے آسانی کے ساتھ دوسروں کا مال ہڑپ کر لیا' دوسروں کے حقوق مار دیئے' دوسروں کے ساتھ زیادتی کی' دوسروں پر ایسا بوجھ ڈال دیا جو بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے' محض رسم و رواج کی بنیاد پر' اپنی خواہش نفس کی بنیاد پر' یہ معاملہ معمولی معاملہ نہیں ہے' ہمارے سامنے اس کی فوری مصیبت نہیں آ رہی ہے' اس لئے ہم مزے سے اس کو گزار رہے ہیں' کیا پتہ کب آنکھ بند ہو جائے' کب انتقال ہو جائے' اور پھر سارا کچا چٹھا ہمارے سامنے آ جائے گا۔

میں ایک ایک چیز کا ذکر نہیں کرتا' نہ جہیز کا ذکر

کرتا ہوں' نہ مہر کے دینے لینے کا ذکر کرتا ہوں' نہ وراثت کی تقسیم کے سلسلہ میں جو بے ضابطگیاں ہوتی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں' آپ سب چیزیں جانتے ہیں' اصل بات یہ ہے کہ آخرت کی پکڑ سے بچنے کے لئے ہمیں سب حقوق صحیح طور پر ادا کرنے چاہئیں' کسی کی مرضی کے خلاف اس کا مال نہیں لینا چاہئے' اس کا مال خرچ نہیں کرنا چاہئے' تاکہ آخرت میں ہمارا دامن صاف ہو' آخرت میں ہمارے ذمہ کوئی مطالبہ نہ ہو' آخرت میں ہماری پکڑ نہ ہو' اور وہاں کوئی علاج نہیں اس کا اور وہ زندگی ختم ہونے والی زندگی نہیں ہے کہ آدمی سوچے کہ چند سال تکلیف میں گزر جائیں گے' چند سال سزا میں گزر جائیں گے' اس کے بعد آرام مل جائے گا' نہیں بلکہ یہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے' اس میں اگر تکلیف ہے تو تکلیف جاری رہے گی' آرام ہے تو آرام جاری رہے گا۔

میں صرف اس بات کو آپ سے ذکر کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے اعمال میں' اپنے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سامنے رکھنا چاہئے اور اس کے لئے آخرت کی پکڑ اور حساب و کتاب کو سامنے رکھنا چاہئے' اگر ہم اس بات پر قابو پالیں کہ آخرت پر غور کرتے رہیں' آخرت کی جزا و سزا کے متعلق سوچتے رہیں اور اپنے اعمال میں اور اپنے معاملات میں اس کا خیال رکھیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاملات درست ہو جائیں گے اور ہماری زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق ہوگی اور پھر ہم اس کا فائدہ اور اس کا لطف آخرت میں حاصل کریں گے۔

ہماری شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی' اس لئے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی شریعت ہے' اس میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہے' انسان کے بنائے ہوئے قانون بدل سکتے ہیں' لیکن اللہ کا بنایا ہوا قانون انسان نہیں بدل سکتا' ہماری شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی. اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ مسلمان بھی شریعت کا تحفظ کریں' ہم دوسروں سے مطالبہ کریں کہ ہماری شریعت کا تم تحفظ کرو اور ہم خود اپنی شریعت کا تحفظ نہ کریں' یہ جو شریعت کے احکام ہیں ان پر ہم خود عمل نہ کریں' تو اپنی شریعت کی حفاظت ہم خود نہیں کر رہے ہیں اور دوسروں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ ہماری شریعت کی حفاظت کیجئے' ہماری شریعت میں آپ مداخلت نہ کیجئے۔

ہم اپنی زندگی میں شریعت کو نافذ کریں تاکہ شریعت کا تحفظ ہماری زندگی میں بھی ہو' اس کے بعد ہم میں یہ کہنے کی ہمت ہوسکتی ہے کہ ہماری شریعت میں تم مداخلت نہ کرو اور شریعت پر عمل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو احکام ہیں' ان کو ہم اپنی زندگی میں نافذ کریں اور ان احکامات کی جو خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں ان کو ختم کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرمائیں کہ ہم اپنی زندگیوں کو درست کرنے کی کوشش کریں' اس سے ہم پھر اس معیار پر آسکیں گے جو امت وسط کا اور خیر امت کا معیار ہے' پھر ہم دوسروں کے متعلق بھی یہ شہادت دے سکیں گے کہ ان کا عمل کیسا ہے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم دوسروں کے سامنے دین حق کی صحیح دعوت بھی دے سکیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ بتایا گیا ہے کہ ہم دوسروں کو حق کی طرف بلائیں اور ان کو دین حق سمجھائیں' یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم دین حق پر عمل کریں اور اس زندگی کا نمونہ پیش کریں' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور جو حق کے مطابق ہے۔

☆☆.........☆☆

بقیہ لیلۃ القدر

اہل ایمان بھی یقیناً رسوا نہ ہوں گے' اس لئے ضروری ہے کہ سچی توبہ کرلو اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ لو۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ:

حدیث شریف میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب لیں گے' تو اس کے اوپر اپنا پردہ ڈال دیں گے۔ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوگا' قیامت کے دن کی بھری محفل ہے' حشر کا میدان ہے' اولین و آخرین جمع ہیں' لیکن اس بندے کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے: یاد کر تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے' بندہ اقرار کرتا جائے گا' اقرار کئے بغیر چارہ بھی تو نہیں ہوگا' اور سمجھے گا کہ میں تو ہلاک ہوگیا' مارا گیا' آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"میں نے دنیا میں تیرے لئے ان گناہوں کا پردہ رکھا تھا کہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے' اور آج تیرے ان گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں۔"

جاؤ! کسی کو پتہ ہی نہیں چلا' یہ ہے تفسیر اس کی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا نہ فرمائیں گے۔ ہم نے تو معاملہ اللہ کے ساتھ بگاڑا ہوا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ معاملہ نہیں بگاڑا۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم کرلیا جائے۔ گناہوں سے توبہ کرلی جائے۔ گناہ تو ہم سے پھر بھی ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو' خدانخواستہ غلطی ہوجائے تو فوراً توبہ کرلو' گناہوں کے میل پر توبہ کا صابن لگاتے رہو' تاکہ بارگاہِ الٰہی میں ایمان کا دامن داغ دار نہ لے جاؤ۔ حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

☆☆

لیلۃ القدر کی برکات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی' امابعد:

حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی) نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالہ "فضائل رمضان" کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ: خاتمے میں ایک طویل حدیث' جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں' ذکر کرکے اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے' جس کا نام "مثیرہ" ہے' (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں' جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی' پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا' تاکہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ "رضوان" سے پوچھتی ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے' جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور "مالک" یعنی جہنم کے داروغہ سے فرمادیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے' اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور "سرکش شیاطین" کو قید کرو' اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک "منادی" کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں' اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے' اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے' ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں' اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں' ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا

کردیتے ہیں' اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں' جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں' جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں' پھر جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو' نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو' اس کو سلام کریں' اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں' صبح تک یہی حالت رہتی ہے' جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ چار اشخاص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے) دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو' اور ناتا توڑنے والا ہو' چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو' جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں) پر "لیلۃ الجائزۃ" یعنی "انعام والی رات" سے لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں' وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں' اور ایسی آواز سے' جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے' پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو' جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے' اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے' پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی' اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا' اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے' اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے' میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)' میری عزت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ' تم نے مجھے راضی کر دیا' میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے' خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم یا اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین۔" (فضائل رمضان صفحہ ۶۰)

شب قدر رحمت خداوندی کی رات:

میں نے حدیث کا صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ اس پر شیخ نور اللہ مرقدہ' نے کچھ فوائد بھی لکھے ہیں' ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حال پر کتنی عنایت اور کتنی رحمت ہے اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے' یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی ہے؟ کون سی طاق رات میں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس میں علماً کے بہت سے اقوال ہیں' عام علماً کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہر حال شب قدر خواہ کوئی سی رات میں ہو' دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً چند باتیں عرض کروں۔

حضرت عائشہؓ کی برأت کا واقعہ:

پہلی بات یہ ہے کہ سورۂ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر ہوکر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہوگئے تھے وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہ فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔"

کسی مسلمان پر تہمت لگانا' اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' ان پر کسی مسلمان کی طرف سے گندگی کا منسوب کیا جانا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح ابن اثاثہ مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے' یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے' ان کے تمام خرچ اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھاتے تھے' یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوکر اُم المومنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے' جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اولئک مبرء ون مما یقولون الخ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کررہے ہیں' یہ حضرات اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رنج کا واقعہ:

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا' چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھالی کہ آئندہ مسطح ابن اثاثہ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا' کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا ہوگا؟ بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی' بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور غصہ میں قسم کھالی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی' گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے۔ "ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعۃ الخ" یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں' جو صاحب خیر ہیں' وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں "ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللّٰہ" کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں' ان پر خرچ نہیں کریں گے' اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے۔ "والیعفوا ولیصفحوا" یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں۔ "الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم" یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو' تم اللہ کے قصوروار ہو اور ان کی مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم قصورواروں کو معاف کردو۔ "ان اللّٰہ غفور الرحیم" بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے' کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے مجرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا' اس کے بندوں نے بے شمار جرائم اور بے شمار قصور کئے ہیں' جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے' ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

ولا یاتل اولی الفضل منکم والسعۃ

یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں' صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں' جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے' اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت:

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تقریباً پندرہ وجوہ سے' پندرہ دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے' اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو "اولوالفضل" فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے:

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ' جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم کو درگزر کرنے کے لئے سفارش فرمارہے ہیں' اور سفارش کا انداز بھی عجیب وغریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھر ان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں' ہاں' آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو' اور پھر اتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو؟ نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے'

بلکہ: "ولیعفوا ولیصفحوا" معاف کردو اور درگزر سے کام لو اور پھر آخری بات فرمادی: "الا تحبون ان یغفر اللہ لکم" کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں، جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہو تو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہو تو تم دوسروں کو معاف کردو:

میں نے یہ جو قصہ ذکر کیا ہے اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے میرا مدعا صرف اتنا ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں، ٹھیک ہے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا، کیا ہم نے اس کو معاف کردیا؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصورواروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے بھی جو بھی قصور کیا ہو، ہمیں صدمہ پہنچایا ہو، ہمیں رنج پہنچایا ہو، کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو، سب کو معاف کردیں، اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو تمام قصور معاف ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے، ہم معاف کردیں گے تو ہمارے لئے بھی معافی کا حکم ہوجائے گا، جب ہم سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاء اللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے:

"الرحمن یرحمھم الرحمن"
"رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔"

"ارحموا من فی الارض
یرحمکم من فی السماء"
"تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان
والا تم پر رحم کرے گا۔" (مشکوٰۃ:۴۲۳)

تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ، اپنے ہمسایوں کے ساتھ، اپنے تعلق والوں کے ساتھ، ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے، کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ ہو؟ بندہ، بندہ ہے، کمزور ہے، کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے، کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے، اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہوکر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا یہ چاہو گے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ بھی تمہیں معاف نہیں کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں، ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

شب قدر کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا:

"اللھم انک عفو کریم
تحب العفو فاعف عنی"
"یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے
والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے
ہیں، یا اللہ! مجھے بھی معاف کردیجئے۔"
(مشکوٰۃ:۱۸۲)

یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ آج کی رات رمضان کی (یعنی ستائیسویں شب) ہی "شب قدر" ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور رحمتیں و برکتیں بکھیر کر جائے گی۔ ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں۔ پتہ چلے گا اس دن، جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب قدر کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین فرمائی: "اللھم انک عفو" یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔ "تحب العفو" آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے، لیکن یا اللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ "فاعف عنی" پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے، حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ: "تخلقوا باخلاق اللہ" "اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔"

اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

چار آدمی جن کی بخشش نہیں ہوتی:

اب دوسری بات، حدیث شریف جو میں نے آپ کو سنائی، اس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا، ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی، اور ان سے فرمادیا جاتا ہے کہ جاؤ آزاد کیا، اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے، جتنے لوگوں کو یکم رمضان المبارک سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ رمضان

المبارک میں رحمت الٰہی کا گویا سیلاب ہے' جو بندوں کے گناہوں کو بہا کر لے جاتا ہے۔ لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا' شب قدر میں بھی نہیں ہوتی۔ بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا؟ شب قدر میں جب کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا اعلان کیا جارہا ہے' ان کی بخشش نہیں ہورہی۔ وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی' ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو' اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی ایک کرامت:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہٗ کا جس دن انتقال ہوا' اس دن ہم لوگ حضرتؒ کے مکان پر جمع تھے' حضرتؒ کے صاحبزادے نے ایک قصہ سنایا' کہنے لگے کہ ایک شخص مطب میں آیا' مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی' جہاں پاپوش میں حضرتؒ کا مطب تھا اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی۔ میں نے کہا: بیٹھے ہیں' مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا' اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کچھ دیر حضرتؒ کو دیکھتا رہا' اور واپس آ کر دوبارہ بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ تم کو ایک قصہ سناتا ہوں' میں نہ ان کا شاگرد ہوں' نہ مرید اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا' مجھے شراب پینے کی عادت تھی' میری بیوی بچے' دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہر چند کوشش کی لیکن:

"چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی"

ایک شادی کی تقریب میں' میں مدعو تھا' حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے گئے اور میرے جانے سے پہلے حضرتؒ وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے' اور جس طرح اس وقت محفل گرم ہے' اسی طرح لوگ حضرتؒ کے ارد گرد جمع تھے' حضرتؒ اپنے ملفوظات بیان فرما رہے تھے' میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے' اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا' برابر میری طرف دیکھتے رہے' جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی' وہ دن ہے اور آج کا دن' میں نے دوبارہ نہیں پی۔ ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی' حضرتؒ کا شعر ہے:

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
مرا دل چشم مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

حضرتؒ کی ایک اور کرامت:

ایک قصہ یاد آیا جو ایک بزرگ نے سنایا تھا' ستر (۷۰) سال کے بڑے میاں تھے' حضرتؒ سے تعلق تھا' کسی لڑکی کو ٹیوشن پڑھانے لگے' اور وہ بدبخت ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب ستر سال کا بوڑھا ایک چھوکری کو دل دے بیٹھا۔

بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے:

بھئی! بڑے بوڑھوں سے بھی پردہ کرنا چاہئے' لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ضعیف العمر بابا جی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ پرانا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ الغرض یہ بڑے صاحب تین چار مہینے پریشان رہے کہ کیا کروں' کسی کو کیسے بتاؤں؟ جب پریشانی حد سے سوا ہوئی تو آخر فیصلہ کرلیا کہ آج حضرتؒ کی خدمت میں جا کر عرض کرتا ہوں' وہ اس بلا سے نجات کی کوئی تدبیر بتلائیں گے' وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مسئلہ بتایا کہ حضرت کیا کروں؟ آپ کوئی تدبیر بتلایئے؟ حضرتؒ نے سن لیا' جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا' بس سن لیا اور خاموش رہے' اس کے بعد دوسرے لوگ آ گئے' حسب معمول حضرت کے ملفوظات شروع ہوئے' کافی دیر تک مجلس جاری رہی' جب میں حضرتؒ کی مجلس سے اٹھا تو دل بالکل صاف تھا' اس میں کوئی کوڑا کرکٹ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی۔

شراب خانہ خراب کی بربادیاں:

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دل کو گندہ کردیتی ہے' جس طرح پیشاب نجاست غلیظہ ہے' اسی طرح شراب بھی نجاست غلیظہ ہے' لوگ اس سے تو گھن کرتے ہیں' مگر اس "شراب خانہ خراب" سے گھن نہیں کرتے' حالانکہ ام الخبائث ہے' کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے اس کو قتل کرو' یا یہ عورت ہے اس کے ساتھ بدکاری کرو' یا کم سے کم درجہ میں یہ شراب ہے یہ پی لو ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یا اللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو برائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جائے' اسے چاہئے کہ سب سے کم درجہ کی برائی کو اختیار کرے' یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی' شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے' مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا' زنا کا بھی ارتکاب کیا' تینوں کام مکمل ہوگئے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں' واقعی یہ ام الخبائث ہے' عقل و خرد اور ہوش و حواس کی دشمن ہے۔ تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں' وہ اس ام الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے؟

میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہیں لہٰذا ہلکا کام کرلو۔ آپ خود سوچ لیں کہ جو لوگ شراب کے عادی ہیں جب شب قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی؟ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں جن کو ہم جانتے ہیں ان سے بھی اور جن کو ہم نہیں جانتے ہیں ان سے بھی جو گناہ علانیہ کرتے ہیں ان سے بھی اور جو چھپ کر کرتے ہیں ان سے بھی اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ آدمی کبیرہ گناہ سے توبہ کرلے تاکہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑ دے اور رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور "توبہ" کے معنی محض زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے۔ صرف زبان سے کہہ دو یا اللہ میری توبہ یا اللہ میری توبہ یا اللہ میری توبہ یہ حقیقی توبہ نہیں ہے بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ در کف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے زبان پر توبہ ہے لیکن دل گناہ کے ذوق سے بھرے ہوئے ہیں گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا ہی استغفار کرتے ہیں یا اللہ توبہ یا اللہ معاف کردے تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا لیکن زبان سے توبہ کررہا ہے۔ توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور ارادہ کرلیں اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دین و ایمان کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں مثلاً بے نمازی ہے نماز نہیں پڑھتا یا گنڈے دار پڑھتا ہے جب پوچھا جائے کہ بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو؟ تو کہتا ہے کہ کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں جب فرصت ہوتی ہے۔ نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے یہ تو ایمان کی غذا ہے جس طرح بدن کی غذا ہوتی ہے۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کھانا کھایا کرتے ہیں؟ تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ کبھی کبھی کھالیا کرتے ہیں؟

توبہ کے قبول ہونے کے لئے شرط:

توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے نامحرموں کو نہیں دیکھیں گے کسی کی غیبت یا چغلی نہیں کریں گے عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی اسی طرح دوسرے جتنے بھی گناہوں میں مبتلا ہیں ان کو چھوڑنے کا عزم کرو میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ یہ کام نہ کیا کرو تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں اس کو برا بھلا کہتے ہیں اب تم ہی بتاؤ جب دل سے پکی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دل تائب نہ ہوا اور دل نے عزم نہ کیا ہو گناہ کو چھوڑنے کا گناہ کی لذت گناہ کی لعنت گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی ہوئی ہے تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا ثمرہ کیا مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں اگر بے پروگی نہ چھوڑیں اور ہزار بار روزانہ استغفار پڑھا کریں تو اس کا کوئی نفع نہیں ہے عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامن ایمان نجس ہورہا ہے ان کو چھوڑنے کا عزم کریں گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک مرتبہ کہہ دیں کہ یا اللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دل سے ارادہ کرلیا ہے مجھے معاف کردیجئے اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں اسی (۸۰) سال کے گناہوں کو بھی معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ:

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو ادا کریں۔ کسی کے پیسے دینے ہیں اور وہ مانگتا ہے تم نہیں دیتے کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ شریف آدمی کہتا ہے کہ چھوڑ دو تم نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دے دے گا لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا بلکہ تنہا ہوگے اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان سب کو ادا کرو یا معاف کرالو اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا اور اس کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے ورنہ مغفرت نہیں ہوتی اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بہت وسیع ہے کیا ہم کیا ہمارے گناہ اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دنیا کی ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے مگر سچے دل کے

ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی' اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں' اپنی نافرمانیوں اور اپنی خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کر کے تو آئیں۔

ایک حدیث قدسی:

حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں' جیسے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے' اور جس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' تو وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے' تو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں' یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دل سے تائب ہو کر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا۔ "ولا ابالی" اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا اور نہ ان سے میرا کچھ بگڑے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۴)

مناجات مقبول میں ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہ' نے قرآن وحدیث کی دعائیں جمع فرمائی ہیں' اس میں ایک دعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

"یامن لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ اغفرلی مالا یضرک وھب لی مالا ینقصک"

ترجمہ: "اے وہ ذات جس کو نقصان نہیں دیتے گناہ اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا' جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی وہ مجھے عطا فرما دیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف فرما دیجئے۔"

الغرض ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا' ہمارے حضرت حکیم الامت تھانویؒ ارشاد فرماتے تھے کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں' اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں' بہت ہیں' بہت ہیں' واقعی بہت ہیں' اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا' گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا' اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں' میں تو اتنا گندا ہوں' اتنا گندا ہوں' اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کر دے گی' اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہو جائے گا' ناپاک ہو جائے گا۔ اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں' تو آ کر تو دیکھ' تیری گندگی بھی صاف ہو جائے گی اور میرا بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہو جاتا ہے؟ دریا گندا ہو جاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے۔ سمندر تو ایک مخلوق ہے' اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا' بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کر دیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے' اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہو جائے۔

غرض یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں' لیکن بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے تائب ہو کر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ آپس کے جو حقوق ہیں' وہ بھی ادا کر دیں' آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی بھی کر لیں۔

والدین کا نافرمان:

دوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی' وہ والدین کا نافرمان ہے۔ یہ والدین کی نافرمانی بھی بڑی عجیب چیز ہے' آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا' میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا' اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا' یہ انہی والدین کا مخالف ہے' انہی کا دشمن ہے' انہی کا نافرمان ہے۔ ماں نے ۹ مہینہ کم و بیش اس کو پیٹ میں رکھا' جس حالت میں رکھا' اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا' وہ اس کی ماں سے پوچھو' پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا' جس کو دودھ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس کے خون جگر کو دودھ میں تبدیل فرما دیتے ہیں' پھر اس کی سردی و گرمی کا' اس کی ضروریات کا احساس کیا' اس کو سوکھے میں لٹایا' خود گیلے میں لیٹی' صاحب بہادر بیمار ہو گئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں میں کاٹی' والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو ادا نہیں کر سکتی۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا' نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہو سکتا' صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو

اس کو خرید کر آزاد کردے تو کسی درجہ میں والد کا حق ادا ہوجائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک صاحب نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱)

والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ جو فرمانبردار اولاد نظر رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے، اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱)

یعنی حق تعالیٰ شانہ کی عنایات اور رحمتیں ہمارے پیمانہ عقل وفہم سے بالاتر ہیں، روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے؟ پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظر رحمت ڈالنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی و گستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے، تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو تو کوئی بعید نہیں، اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا اور سخت ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: پھر اس کو لازم پکڑ، کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے، اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ: "الجنة تحت اقدام الامهات" (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ۴۲۱) یعنی "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔" ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں، سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دے دیتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کا دنیا میں وبال:

میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی، چنانچہ فرمانبرداروں کو پھلتے دیکھا اور والدین کے نافرمانوں کو ہلاک اور ذلیل وخوار ہوتے دیکھا۔ دراصل دنیا دارالجزا نہیں، جزاو سزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے۔ جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں، یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے، ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کردیتے ہیں، ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی، لیکن ظلم، قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی "سزا" دنیا میں نقد ملتی ہے، اور ظالم، قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔

اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور:

اس زمانے میں تو والدین کی عزت و آبرو کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور اس میں قصور اکیلا صرف اولاد کا نہیں، بلکہ تھوڑا سا قصور والدین کا بھی ہے۔ مرحوم اکبر الٰہ آبادی کے بقول:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ہمارے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم مادیت کی تعلیم ہے، یہ انسانیت کی تعلیم نہیں، بلکہ حیوانیت کی تعلیم ہے۔ پس جب انسانیت مفقود ہو اور انسانیت کی تعلیم مفقود ہو تو والدین کی قدر کیا ہوگی؟ یہ تو خاصۂ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بلا سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

غلط کام میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں:

میں اپنے عزیز بچوں اور نوجوانوں کو بطور خاص نصیحت کرتا ہوں کہ والدین کی نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں۔ اگر وہ ظلم کریں، ستائیں، زیادتی کریں، تب بھی تم خاموش رہو، تم کوئی گستاخی کا لفظ نہ کہو، بلکہ صبر وتحمل سے کام لو، وہ گالی نکالیں، بُرا بھلا کہیں، تب بھی پلٹ کر جواب نہ دو، بلکہ سر جھکائے خاموش رہو، لیکن اگر وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات ہرگز نہ مانو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اگر وہ (تیرے والدین) تجھ کو مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ایسی شخصیت کو جس کا تجھ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو۔" (لقمان:۱۵)

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔"

شوہر بیوی کو کسی غلط کام کا حکم کرتا ہے تو ہرگز نہ مانے۔ والدین اولاد کو غلط بات کا حکم کرتے ہیں تو ہرگز نہ مانے، لیکن ان کی گستاخی وبے ادبی بھی نہ کرے۔ یہ وہ پل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ بعض لوگوں کو بزرگی کا "ہیضہ" ہوجاتا ہے۔ ماں باپ گناہگار ہیں، نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، اور یہ پکا صوفی ہے، اب والدین کو نظر حقارت سے دیکھے گا۔ ایسا ہرگز نہ کرو، یہ غلط بات ہے، ان کی خیرخواہی کی کوشش کرتے رہو، ادب واحترام کے ساتھ ان کو سمجھاؤ، اگر تمہارا کسی طرح بس نہیں چلتا تو اتنا تو بس چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے گڑگڑا کر دعا کرو۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل نہیں اور تمہارے والدین حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے باپ آزر سے زیادہ برے نہیں ہیں۔ وہ دھکے دے کر ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ نکل جا یہاں سے' میرے گھر سے دفع ہو جا' جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو صرف اتنا فرما رہے ہیں:

"میں اپنے رب سے تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا' وہ مجھ پر بڑا شفیق ہے۔" (مریم:۴۷)

تمہیں گھر سے نکال دیں' اُف نہ کرو۔ باقی اتنی بات ضرور ہے کہ یہ ایک پہلو ہے' دوسرا پہلو میں نے ذکر نہیں کیا' وہ یہ کہ والدین کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ تمہارے ماں باپ تو جہنم کے راستے پر چل ہی رہے ہیں' لیکن وہ چاہتے ہیں کہ وہ اکیلے نہ جائیں' بلکہ تم کو بھی ساتھ لے کر جائیں' اگر ان کی گستاخی کرو گے' یا ناجائز کام میں ان کی بات پر عمل کرو گے تو انشاء اللہ دونوں سیدھے جہنم میں پہنچو گے۔ اگر والدین اولاد پر ظلم کرتے ہیں' ان کو ناجائز بات کا حکم کرتے ہیں تو انشاء اللہ سیدھے جہنم میں جائیں گے' لیکن اگر اولاد والدین کی گستاخی کرتی ہے' بے ادبی کرتی ہے' ان پر ہاتھ اٹھالیتی ہے' تو یہ والدین سے بھی پہلے جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے والدین کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے' اتنا بڑا گناہ ہے کہ شب قدر میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

قطع رحمی کا گناہ:

اور تیسرا شخص "قطع رحمی" کرنے والا' جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رکھا ہو۔ قطع رحمی کا وبال اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ ایسا شخص دنیا میں ہی سزا پاتا ہے' اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے:

"قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔"

یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت سے بھی محروم کر دیتا ہے' دنیا کے آرام اور چین سے بھی اور شب قدر میں بخشش سے بھی۔ نعوذ باللہ۔

کینہ پروری کا گناہ:

اور چوتھا وہ آدمی' جس کے دل میں کسی مسلمان کی جانب سے کینہ ہو۔ ان لوگوں کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔

جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے:

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں ناپاک لوگ نہیں جائیں گے' صرف پاک لوگ جائیں گے' اور پاک ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ توبہ کر لو۔ میں نے ابھی کہا کہ اسی (۸۰) سال کا کافر و مشرک و بے ایمان سچے دل سے تائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے انتظار میں ہیں کہ بندہ آئے' آ کر توبہ کرے' اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ حق تعالیٰ شانہ کو بندے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے' جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک مسافر سفر پر جا رہا تھا' صحرا کا سفر تھا' اس کی سواری کے اونٹ پر اس کا توشہ لدا ہوا تھا' کھانا پانی' دوپہر کا وقت ہوا تو سواری کو باندھ کر ایک درخت کے سائے میں ذرا ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو اونٹ غائب۔ ادھر ادھر دیکھا' کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ اب بیاباں ہے' جنگل ہے' صحرا ہے' ریگستان ہے' اس میں سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر باہر نکل کر ریگستان' صحرا میں چلوں گا تو تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے مروں گا' بہتر ہے کہ درخت کے سائے میں ہی مر جاؤں۔ مرنے کی نیت سے اسی درخت کے نیچے آ کر پھر لیٹ گیا۔ اب تو موت سامنے آ گئی۔ ذرا سی اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی اونٹ اس کے سامنے موجود ہے' اوپر توشہ اور سامان سارا موجود ہے' اس کو اتنی مسرت ہوئی' اتنی خوشی ہوئی کہ بے اختیار کہنے لگا: "اللھم انت عبدی وانا ربک" یعنی اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخطاه من شدة الفرح" کہ اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس غریب کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں' اُلٹ معاملہ کر دیا' کہنا تو یہ تھا کہ یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' تو میرا رب ہے۔ آپ نے مہربانی فرمائی کہ میرا اونٹ واپس فرما دیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آدمی کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی سے پاگل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت:

ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے' دریافت فرمایا: کون لوگ ہو؟ عرض کیا: ہم مسلمان ہیں' ایک خاتون آگ جلا رہی تھی' آگ بھڑکتی تو بچے کو ہٹا دیتی' وہی خاتون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی' عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟ فرمایا: بلاشبہ! عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بڑھ کر شفیق نہیں جتنی کہ ماں اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے؟ فرمایا: بے شک! عرض کیا: میں تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں نہیں ڈال سکتی' اس خاتون کی بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکا کر رونے لگے' پھر سر اٹھا کر اس سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتے مگر ایسے

سرکش کو جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی کرے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے "لا الٰہ الا اللہ کہنے" سے انکار کردے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۸)

الغرض تمام ماؤں کی ممتا جمع کرلی جائے تو اللہ تعالیٰ کی شفقت کو نہیں پہنچ سکتی، جتنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کو شفقت ہے اب اگر بندے اپنی حماقت سے خود دوزخ میں چھلانگیں لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کردیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ ورنہ اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالنا چاہتے اللہ تعالیٰ تو تمہیں بخشنا چاہتے ہیں، تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اسی لئے رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اعلان کررہا ہے: "ھل من مستغفر فاغفرلہ" کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں؟ آؤ اس سے بخشش مانگو تاکہ تم کو بخش دیا جائے، لیکن بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ توبہ صحیح کرو، سچی توبہ کرو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی بارگاہ میں خالص اور سچی توبہ۔" (التحریم:۸)

اگر سچی توبہ کے بغیر مرگئے تو جہنم میں ڈال کر پاک کئے جاؤ گے، قبر میں پاک کئے جاؤ گے، قبر اور دوزخ کا عذاب جھیل کر پاک ہوگے، اس سے بہتر یہ ہے اور بہت آسان نسخہ ہے کہ سچی توبہ کرکے یہیں پاک ہوجاؤ، کیونکہ جنت میں تو جس کو بھی لے جائیں گے پاک کرکے لے جائیں گے، تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سچی توبہ کرکے یہیں سے پاک ہوکر جائیں۔ پوری ندامت کے ساتھ، دل کی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔

ایک جامع دعا:

ایک حدیث سناتا ہوں، ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں، دعا لمبی ہوگئی اور وہ مسلسل مانگ رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے، ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں کوئی بات کرنی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہؓ تم ایک طرف ہوجاؤ، دعا چھوڑ دو، ہم تمہیں ایک دعا بتائیں گے، وہ مانگ لینا، وہ تم کو کافی ہوجائے گی، انہوں نے اپنی دعا ختم کی اور ایک طرف ہوگئیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں مشورہ کیا، جب وہ رخصت ہوکر چلے گئے تو حضرت عائشہؓ آئیں اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے دعا سکھانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ فرمایا: ہاں! تمہیں دعا سکھادیتے ہیں، تم یہ دعا کرو:

"یا اللہ آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جتنی خیر کی چیزیں مانگی ہیں، میں بھی مانگتی ہوں، اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے، میں بھی ان سے پناہ مانگتی ہوں۔"

بس دعا مکمل ہوگئی، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں جتنی دعائیں کیں، وہ پرچہ بنا کردے دیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اس دعاؤں کے پرچے کے نیچے دستخط کردو۔ پرچہ پہلے سے چھپا ہوا ہے، نیچے تمہارے دستخط ہوگئے تو وہ ساری دعائیں تمہاری طرف سے ہوگئیں، اور اللہ تعالیٰ ان کو منظور فرمائیں گے۔ تو جامع ترین دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو، اور خیر کی چیزیں مانگا کرو، اور خیر بھی وہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے، اور تمام شر و رو فتن سے پناہ مانگا کرو، خاص طور پر وہ فتن و شرور کی چیزیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگو لیکن صرف دنیا ہی نہ مانگا کرو، اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرمادیں تو اس کے طفیل میں دنیا خودبخود درست ہوجائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے، لہٰذا اس سے آخرت مانگو، آخرت کی نعمتیں مانگو، آخرت کی دولتیں مانگو، اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو، اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگو، اللہ تعالیٰ سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو مانگو، وہ جب تم سے راضی ہوجائے گا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ وہ جو میں نے قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کی تھی اس میں یہ وعدہ موجود ہے:

"اے ایمان والو! اس کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔" (التحریم:۸)

"تمہارے رب سے یہ توقع ہے کہ تمہاری سیئات دور کردے گا۔"

"اور تم کو داخل کرے گا ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

"جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو لوگ کہ آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں، ان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔" (التحریم:۸)

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔ اصل مقصود اہل ایمان کے رسوا نہ ہونے کو ذکر کرتا ہے، مگر اس بلاغت کے قربان جایئے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا، پھر آپ کی معیت میں اہل ایمان کا، گویا تنبیہ فرمادی کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن رسوا نہ ہونا یقینی ہے اسی طرح آپؐ کے طفیل میں

باقی صفحہ 15 پر

مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت

تعزیتی خبریں اور بیانات

مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید نے عالم اسلام کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر رکھا تھا: تعزیتی اجلاس سے قاری ہلال احمد ربانی و دیگر رہنماؤں کا خطاب

کراچی (نمائندہ خصوصی) خالقدینا ہال لائبریری ایسوسی ایشن اور اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کا ایک تعزیتی اجلاس سرپرست اعلیٰ یحیٰی پولانی' حاجی مسعود پاریکھ' صدر قاری ہلال احمد ربانی' شیخ طارق رحمانی اور محمد انور شیخ کی زیر صدارت میں اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کے آفس واقع خالقدینا ہال لائبریری ایم اے جناح روڈ کراچی میں منعقد ہوا' جس میں ممتاز عالم دین مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کی شہادت پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ اس موقع پر قاری ہلال احمد ربانی کہا کہ مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید نے عالم اسلام کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر رکھا تھا' ان سے ہزاروں شاگردوں نے دینی تعلیم حاصل کی' وہ خالقدینا ہال لائبریری ایسوسی ایشن اور اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کے پروگراموں میں بھی گاہے بگاہے شرکت کرتے اور طلباء و طالبات کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ ان کی بہتری کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ محمد افتخار الدین نے کہا کہ مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی نے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے جو کام کیا وہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے خالقدینا ہال لائبریری ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری محمد انور شیخ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی شہادت ملک کے لئے عظیم سانحہ ہے' انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام علمائے کرام کی حفاظت کے لئے خصوصی دستہ تشکیل دیا جائے۔ مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد شہید کی خالقدینا ہال لائبریری ایسوسی ایشن اور اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کے لئے گراں قدر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس موقع پر مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کے لئے خصوصی دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان سے منسلک تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تعزیتی اجلاس میں علی حسن ساجد قیصر امام' رفیق مجید' سیدہ نقوی' اختر الزماں' عدنان بروہی' آصف الدین' عبدالباسط' شمس الرزاق' نوید احمد' ملک طارق حسین نے شرکت کی۔

مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت عالم اسلام کا عظیم نقصان ہے: مولانا عبدالحکیم نعمانی

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت سے عالم اسلام کا عظیم نقصان ہوا ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لئے یہ زبردست دھچکا ہے۔ ان دونوں حضرات کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں پُر نہیں ہو سکے گا' وہ یہاں جامعہ فاروقیہ کسووال میں خطاب کر رہے تھے' اس موقع پر مولانا حبیب اللہ بھی موجود تھے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ کراچی میں ایک بار پھر علم و عمل کے ایک غروب نا آشنا سورج کی زندگی کے سفینے کو دہشت گردی کی سیاہ جھیل میں غرقاب کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ مفتی محمد جمیل خان کا قتل صرف ایک فرد کا قتل نہیں بلکہ یہ ایک عہد' ایک دبستان' ایک ادارے' ایک تحریک'

ایک تہذیب اور ایک درخشندہ روایت کا قتل ہے۔ اس قتل عام پر جس قدر آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ آخر وطن عزیز کی سلامتی اور استحکام کو اپنی شہ رگ سے بھی زیادہ عزیز رکھنے والی ہر دلعزیز ہستیوں کے وجود کب تک نقاب پوش بے چہرہ دہشت گردوں کی گولیوں سے چھلنی ہوتے رہیں گے۔ سانحہ سیالکوٹ' ملتان اور سانحہ کراچی نے امن و سلامتی اور دہشت گردی کے خاتمہ کے حکومتی دعووں کی قلعی کھول دی ہے۔ حکومت امن وامان کو قائم رکھنے میں ناکام ہوچکی ہے لہٰذا اس طرح کے واقعات کے بعد حکومت کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ انہوں نے کہا مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کو شہید کرنے والے کبھی بھی چین کی زندگی بسر نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ علمائے کرام کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے اندرونی و بیرونی سازش کو بے نقاب کیا جائے۔

مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ شہدائے ناموس رسالت ہیں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد

حافظ آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے رہنما حضرت مولانا محمد الطاف' حافظ محمد سعید اعوان' حافظ عبدالوہاب جالندھری' شمس الرحمٰن ضیاء' حاجی بشارت حیات اور رشید اختر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ شہدائے ناموس رسالت ہیں۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی دہشت گردوں کے ہاتھوں شہادت کے واقعہ کو افسوسناک قرار دیا' انہوں نے کہا کہ اکابرین کی شہادتیں ہمیں عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کی جدوجہد سے نہیں روک سکتیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرے۔ آئے دن مذہبی رہنماؤں کا قتل عام ایک بہت بڑی سازش ہے۔ اس موقع پر سانحہ سیالکوٹ و ملتان کے بعد رونما ہونے والے سانحہ کراچی کی پرزور مذمت کی گئی اور حکام بالا سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ علمائے کرام کے قاتلوں کو گرفتار کر کے انہیں عبرتناک سزا دی جائے۔

قصور میں مقامی جماعت کا اجلاس' نئے جماعتی عہدیداروں کا چناؤ

قصور (نمائندہ خصوصی) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی جماعت کا ایک اہم اجلاس جامعہ رحیمیہ تنزیل القرآن قصور میں قاری مشتاق احمد رحیمی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کی غرض وغایت مبلغ ختم نبوت عبدالرزاق مجاہدؔ نے بیان کی۔ اس موقع پر حاضرین کے مشورہ سے جماعتی عہدیداروں کا چناؤ عمل میں لایا گیا۔ اس سے قبل حاجی اللہ دتہ مجاہد کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور بعض ناگزیر وجوہات کے پیش نظر ان کے جماعتی ذمہ داری قبول کرنے سے عذر کو قبول کرلیا گیا۔ ان کی جگہ میاں معصوم انصاری کو جماعتی ذمہ داری سونپی گئی۔ ۸/اکتوبر کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کو حتمی شکل دے دی گئی اور اشتہاروں کے لگوانے کی ذمہ داری قاری سیف اللہ کے سپرد کی گئی۔ قصور کی مجلس ختم نبوت کے نئے عہدیداروں کے چناؤ کے تحت: سرپرست: چوہدری فضل حسین' امیر وصدر: قاری مشتاق احمد رحیمی' نائب صدر: قاری حبیب اللہ قادری' صدر دوم: حاجی محمد شفیع مغل' جنرل سیکریٹری: میاں معصوم انصاری' ناظم نشر واشاعت: حاجی شبیر احمد مغل' خزانچی: حافظ محمد طاہر رحیمی مقرر ہوئے۔ اجلاس میں مولانا سید زہیر شاہ ہمدانی' قاری احسان اللہ رحیمی' میاں معصوم انصاری' حاجی شبیر احمد مغل' حاجی محمد شفیع مغل' قاری سیف اللہ' قاری محمد طاہر' حافظ محمد نعیم' حافظ محمد تنویر' مولانا عبدالرزاق مجاہد' قاری مشتاق احمد رحیمی اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

دعائے مغفرت کی اپیل

قاری عبدالمالک صدیقی کے چچازاد بھائی عبدالمتین صدیقی ولد عبدالرزاق صدیقی گزشتہ دنوں بعد نماز مغرب کراچی میں ایک ٹریفک حادثے میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ' تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ قارئین سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆☆.........☆☆

اپنی زکوٰۃ مستحق طلباء وطالبات کو دیجئے

رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی زکوٰۃ غریب مستحق اور نادار طلبہ کو دیجئے۔ 1951ء سے قائم شدہ اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن 19 تعلیمی پروجیکٹس پر کام کر رہی ہے اب تک ساڑھے اٹھارہ لاکھ سے زائد غریب اور مستحق طلباء وطالبات کی سرپرستی کرچکی ہے۔ اوسطاً تعلیمی خرچ 975/- روپے فی طالب علم ہے۔

عطیات کیلئے- A/C NO.1971-2 MCB Eidgah Branch

Students Welfare Organisation

Khalikdina Hall, M.A. Jinnah Road, Karachi-74200

Tel: 7732228 E-mail: [illegible]

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

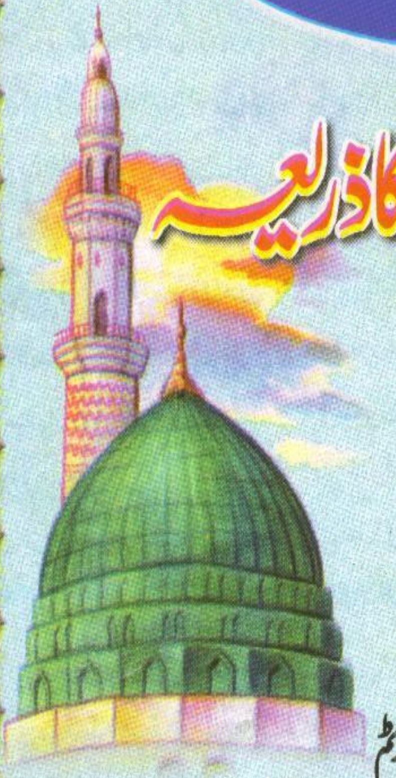

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ